بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریمؐ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

Regd. No. P. 67

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

THE WEEKLY BADR QADIAN

جلد ۱۹ شمارہ ۹

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:- خورشید احمد انور

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ نئے پیسے

۱۹ر ذوالحجہ ۱۳۸۹ھ — ۲۶ر تبلیغ ۱۳۴۹ ہش — ۲۶ر فروری ۱۹۷۰ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۴ر تبلیغ (فروری)۔ حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت سے متعلق تازہ ترین موصولہ اطلاع مظہر ہے کہ:-

حضور انور کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

★ — حضور کی حرم محترم حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت بھی بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ ثم الحمد للہ۔

قادیان ۲۴ر تبلیغ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بمع اہل وعیال خیر و عافیت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان ۲۴ر تبلیغ۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی مع جملہ درویشانِ کرام اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ بخیر و عافیت ہیں الحمد للہ۔

—※—

قادیان میں یومِ مصلح موعودؓ کی مبارک تقریب پر کامیاب جلسہ

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

تاریخ احمدیت میں ۲۰ر فروری کا دن ایک عظیم الشان حیثیت کا حامل ہے۔ ۲۰ر فروری کی آمد سے عاشقانِ احمدیت و فدایانِ مصلح موعودؓ کے سینے بے پناہ خوشیوں اور روحانی مسرتوں سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ یہ تاریخ دلوں میں اس مبارک دن کی یاد تازہ کرتی ہے جب خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منکرینِ اسلام اور مخالفینِ احمدیت کے لئے اتمامِ حجت کے طور پر ایک واضح اور عظیم الشان نشانِ آسمانی عطا فرمایا۔ اور پیشگوئی مصلح موعود کے ذریعہ حضور علیہ السلام کی ہوشیار پور میں عقدہ کشائی کی۔

خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ اسی نشانِ رحمت کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے مورخہ ۲۰ر تبلیغ (فروری) کو بعد نماز جمعہ مسجد اقصےٰ میں جلسہ یومِ مصلح موعودؓ کا انعقاد ہوا۔

خطبہ جمعہ محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی نے خطبہ جمعہ میں پیشگوئی مصلح موعودؓ کا پس منظر اور غرض وغایت واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ قادیان کے کچھ غیر مسلم اکابرین نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ آپ دیگر ملکوں میں دعوتِ اسلام کے اشتہار بھیجتے ہیں۔ جبکہ سب سے پہلے حقدار ہم ہیں کہ خدا تعالیٰ کے ایسے خارقِ عادت نشان دیکھیں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے دعائیں کیں جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ — "تیری عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہوگی"۔ اس ارشادِ خداوندی کے تحت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہوشیار پور تشریف لے گئے۔ اور وہاں چالیس روز تک نہایت تضرع و عاجزی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کیں جنہیں خدا تعالیٰ نے شرفِ قبولیت بخشا اور روحانی صفات سے متصف ایک عظیم الشان فرزند کی ولادت کی خبر دی جسے آپؑ نے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار کی صورت میں شائع فرمایا۔

اس مختصر سے خطبہ کے بعد نماز جمعہ ادا کی گئی

اجلاس کی کارروائی بعدہٗ جلسے کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ جس کی صدارت کے فرائض حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے سرانجام دیئے۔

اس بابرکت اجلاس کا آغاز عزیز نور الاسلام متعلم مدرسہ احمدیہ کی تلاوتِ قرآن مجید اور مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب کی نظم سے ہوا۔ ازاں بعد مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری فاضل نے پیشگوئی مصلح موعود کا متن پڑھ کر سنایا۔

سیرتِ مصلح موعودؓ کے چند تابندہ پہلو

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ نے عنوانِ بالا پر کی۔ موصوف نے اپنی تقریر میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت المصلح الموعودؓ کو بچپن میں ہی غیر معمولی فہم و فراست عطا فرمائی تھی چنانچہ ۱۹۰۶ء میں جب رسالہ "تشحیذ الاذہان" کا اجراء ہوا تو اس وقت سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کی عمر صرف سترہ سال کی تھی۔ آپؓ نے اس رسالہ میں چودہ صفحات کا ایک ایسا دلکش تحریر فرمایا جسے پڑھ کر قارئین کو یہ تسلیم کرنا پڑا کہ یہ وجود مستقبل قریب میں ایک عظیم الشان انقلاب لائے گا۔ اور آپؓ کے اسی مضمون سے متاثر ہو کر مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ریویو میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے آپؓ کے اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر دلیل قرار دیا۔ فاضل مقرر نے [illegible]

(باقی دیکھئے صفحہ [illegible])

عید الاضحیٰ کے مبارک و مسعود موقعہ پر درویشانِ قادیان کے نام

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا تہنیتِ عید پر مشتمل برقی پیغام

قادیان ۱۷ر تبلیغ۔ عید قربان کے مبارک موقعہ پر حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جانب سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان کے نام موصول ہونے والے پیغامِ تہنیت کا اردو ترجمہ افادۂ احباب کی خاطر ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس بیش قیمت اور روح پرور پیغام کو درویشانِ قادیان اور جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے حق میں باعثِ صد رحمت و برکت بنائے اور ہمیں ان توقعات کو بہترین پیرائے میں پورا کرنے کی توفیق بخشے جو امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے وابستہ کر رکھی ہیں۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین ——— (ایڈیٹر)

حضور نے فرمایا:-

"عید مبارک۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو عید الاضحیٰ کی صحیح روح اور اس ذمہ داری کو کما حقہٗ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے جو اس کی وجہ سے آپ پر عائد ہوتی ہے۔"

خلیفۃ المسیح

قادیان میں عید الاضحیہ کی مبارک تقریب

قادیان ۱۹ر تبلیغ۔ ذوالحجہ کا چاند بتاریخ ۸ر فروری کی شام کو دیکھا جا چکا تھا۔ اس لئے ۱۷ر فروری کو عید الاضحیہ کی مبارک تقریب تھی۔ نظارت دعوۃ و تبلیغ کے فیصلہ کے مطابق عید [illegible] کا دو گھنٹہ پارک خواتین ملحقہ بہشتی مقبرہ میں ادا کیا گیا

(باقی ملاحظہ فرمائیں [illegible] پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۶ تبلیغ ۱۳۴۹ ہش

اسمٰعیلی اُسوۂ حسنہ کے چند نمایاں پہلو

ماہ ذوالحجہ سے پہلے اور دوسرے عشرہ کے گذرے ہوئے چند درمیانی روز نہایت درجہ اہم تاریخی واقعات کی یاد دلاتے ہیں۔ جن سے تین مقدس وجُودوں کی بے نظیر قربانی کا گہرا تعلق ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے باپ ہونے کے لحاظ سے اور حضرت ہاجرہ علیہا السّلام نے ماں ہونے کے لحاظ سے اپنے جذبات کی قربانیاں کرکے ایک دُنیا کو دکھا دیا کہ خدائے ذوالمجد والعلاء کی خاطر انسان بڑی سے بڑی قربانی بھی کرنے کو تیار ہے۔ پھر ان سب قابلِ قدر واقعات میں مرکزی کردار قابلِ صد احترام بیٹے سیّدنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا ہے۔ جب باپ نے اپنے ایک پُرانے رُویا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عہدِ طفولیت ہی میں دریافت کیا کہ

یَا بُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی۔

اے میرے بیٹے! مَیں نے عالمِ رُویا میں اپنے تئیں تجھے ذبح کرتے دیکھا ہے اب بتا اس بارے میں تیری کیا رائے ہے؟

سعادت مند بیٹے نے تسلیم و رضاء کا بے نظیر نمونہ پیش کرتے ہوئے جواب میں عرض کیا:۔

یَاۤ اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ۔

(سُورہ الصّافات آیت ۱۰۲)

ابّاجان! حکمِ خداوندی کے سامنے ہمہ وقت جان حاضر ہے۔ اور اس سلسلہ میں آپ مجھے ثابت قدم پائیں گے۔

یہ وہ پاک نمونہ ہے جسے اسلام ہر مسلم بچّے کے ذہن میں راسخ کر دینا چاہتا ہے۔ اور چونکہ احمدیہ جماعت کو اس بات کا دعوٰے ہے کہ فی زمانہ اسلام کی صحیح اور عملی صورت کو پیش کرنے والے وہی افراد ہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ ہر ماں باپ اپنی اولاد کی اسی نہج پر تربیت کریں۔ اور سمجھدار احمدی بچّے ہمیشہ اُسوۂ اسمٰعیلی کو اپنے لئے مطمحِ نظر بنائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ طفولیت کا زمانہ اگر کامل اطاعت گزاری اور تسلیم و رضاء میں گُزرا تو مستقبل بڑا ہی تابناک سمجھا جاسکتا ہے۔ عام شکایت ہے کہ فی زمانہ طلباء میں ڈسپلن شکنی کا رجحان دن بدن بڑھ رہا ہے۔ جس کے نتیجہ میں ایک دُنیا کا مستقبل تاریک نظر آنے لگا ہے۔ اس بہت بڑے بگاڑ کی تہہ میں اسی گوہرِ نایاب کا فقدان ہے۔ بچّوں کے دِلوں سے اطاعت گزاری کی اہمیّت دھیرے دھیرے ختم ہو رہی ہے۔ اور آزاد خیالی کی غلط تعبیر دماغوں میں بسنے لگی ہے۔ حالانکہ جس طرح ان کی عُمر ابھی ناپختہ ہے۔ اسی طرح ان کے تجربات بھی ناقص ہی ہیں۔ انہیں تو ہر قدم پر جہاں دیدہ تجربہ کار افراد کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ اور اس کا حصُول صرف اور صرف اطاعت گزاری اور دوسروں کی بات سُننے اور دل میں جگہ دینے سے ممکن ہے۔ اور اسی چیز کی کم یابی اس جگہ ہے۔ قرآن پاک نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کے تذکرہ میں اس اہم نقطہ کی طرف واضح اشارہ کیا ہے۔ اور واقعات کے رنگ میں بتادیا ہے کہ قوموں کی زندگی ہو یا افراد کی زندگی سب کے لئے کامل اطاعت ہی بنیادی پتھر کی حیثیت رکھتا ہے۔

عید الاضحیہ کے موقعہ پر اس موضوع پر خُطباء کے خطبے اور اخبارات کے مضامین اکثر سُننے اور پڑھنے میں آتے ہیں۔ لیکن ایک دوسری اہم بات جو سیّدنا حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام ہی کی پاکیزہ زندگی سے متعلق قرآنِ پاک میں بیان ہوتی ہے وہ تمام اسلامی دُنیا کے لئے گویا نہایت درجہ قابلِ تقلید امر ہے وہ ہے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اُس عُمر شریف کا اسوۂ حسنہ جب آپ بڑے ہوتے اور آپ پر مختلف النوع ذمہ داریوں کا بوجھ آن پڑا تو کس طرح آپ ان ہمہ قسم کی ذمہ داریوں سے بڑی ہی خوش اسلوبی سے عہدہ برآ ہوتے اس کا ذکر قرآن کریم کی سورت مریم میں حسب ذیل الفاظ میں کچھ اس طرح ہُوا ہے:۔

وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا وَكَانَ یَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِیًّا۔ (مریم آیت ۵۵ و ۵۶)

قرآن کریم کے بیان کے مطابق حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کا ذکر کہ آپ صادق الوعد تھے اور خدا کے فرستادہ اور نبی تھے جن کی زندگی کا نمایاں وصف یہ تھا کہ خود نیکی کے اعلیٰ مقام پر ہوتے ہوئے اپنے اہل کو بھی نماز اور تزکیۂ نفس کی تحریک کرتے۔ ان پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرماتے۔ ایسی ہی خوبیوں کے سبب وہ اپنے پروردگار کی نگاہ میں پسندیدہ وجود قرار پائے۔

غور فرمائیے ہم میں سے کون ہے جو اس بات کی تمنّا نہ رکھتا ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں پسندیدہ وجود بن جائے۔ اور خدا کی رضاء اسے حاصل ہو جائے؟ یہ کام مشکل بھی ہے اور آسان بھی۔ مشکل اُس کے لئے جو سعی اور جدّ و جہد چھوڑ دیتا ہے۔ اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر خیال کرتا ہے کہ سب کام خود بخود ہو جائیں گے۔ حالانکہ یہ دُنیا دارالعمل ہے۔ انسان اپنے کھانے پینے ہی کو دیکھے کہ اُسے کھانے کو خدا نے ایک مُنہ دیا مگر کام کرنے کے لئے دو ہاتھ دیتے۔ قدرت کی اس صنعت ہی میں انسان کو بتا دیا گیا ہے کہ جب تک محنت کرکے ہاتھ پاؤں نہ ہلاؤ گے اپنا پیٹ بھی نہ بھر سکو گے ——— اور خدا کی رضاء تو پیٹ بھرنے سے کہیں اُونچا مقام اور کٹھن منزل ہے۔ اس کے لئے تو قرآنی بیان کے مطابق

یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰی رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِیْهِ

اے انسان! اگر تُو اپنے ربّ سے ملنا چاہتا ہے تو یاد رکھ کہ بڑی کوشش اور محنت کرکے ہی تُو اپنے ربّ سے مل سکتا ہے ———!! اور تمہاری یہ سچّی محنت رائیگاں جانے والی نہیں بلکہ بالآخر تم اس کی ملاقات کا شرف حاصل کر لو گے ——— جب جذبہ صادق ہو اور محنت اور سعی پوری ہو تو منزل تک پہنچ جانا ناممکن نہیں۔

انسان کی ذاتی نیکی بھی بہت اچھی ہے لیکن اس کے ساتھ جیسا کہ ہم نے حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے ذکر میں دیکھا، انسان اپنے اعزّہ و اقرباء کی تربیت کا بھی خیال رکھے۔ انہیں بھی عبادت گزاری اور تزکیۂ نفس کی ترغیب و تحریص کرتا رہے اور انہیں بھی نیکی کا خوگر بنائے۔ بلکہ ہمارے نزدیک اس وقت کا اہم مسئلہ تو یہی ہے کہ ہم اپنی نئی پود کی تربیت کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ دُنیا کے بگاڑ کی مسموم ہوائیں ہر آن آپ کے بچّوں پر بُرے اثرات ڈال رہی ہیں۔ اگر آپ نے خاطر خواہ توجہ نہ کی تو اندیشہ ہے کہ جس نیکی اور صلاحیّت کی نعمت کو آپ نے حاصل کیا اور اس پر عامل رہے کہیں آپ کی اگلی نسل اُسے ضائع نہ کر دے۔

بعض دوست روزمرّہ کی شدید کاروباری مشغولیت کا عُذر پیش کر دیا کرتے ہیں۔ یہ اُن بھائیوں کی بڑی بھُول ہے۔ آپ صبح سے لے کر شام تک سخت محنت کیوں کرتے ہیں؟ اسی لئے نا کہ اپنے اہل و عیال کے لئے روزی کا سامان کریں۔ کاش!! اُن کے ذہن میں یہ بات بھی اچھی طرح سے راسخ ہو جاتے کہ کھانے پینے اور پہننے کی اشیاء کے ساتھ ساتھ ان کی رُوحانی غذا کی بھی ویسی ہی ضرورت ہے تو وہ اس کے لئے بھی کچھ نہ کچھ وقت ضرور نکالیں۔ خدا تعالےٰ نے انسان کی اس بڑی بھُول کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سورۃ طٰہٰ میں فرمایا ہے:۔

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْهَا لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰی (آیت نمبر ۱۳۱ و ۱۳۳)

تم اپنے اہل کو بھی نماز کی تلقین کرو۔ اور اس پر دوام اختیار کرو۔ ہم تو تم سے یہ نہیں چاہتے کہ تم اپنا تمام وقت بس رزق طلب کرنے کیلئے ہی صرف کرو۔ بلکہ اگر تم غور کرو تو تم سمجھ سکتے ہو کہ تمہاری ہر طرح کی کوششوں کے باوجود رزق رسانی ہمارا کام ہے جو خود تمہیں بھی ہماری ہی جناب سے پہنچ رہا ہے۔ اصل چیز حصُولِ تقویٰ ہے۔ اور اس کا نیک ثمرہ نکلتا ہے۔ اس لئے اس سے غفلت نہ کرو۔

پس مبارک ہے وہ شخص جس نے عید الاضحیہ کے مبارک ایّام پائے۔ اور اُسوۂ اسمٰعیلؑ کی چند باتیں سُنیں۔ اُسے چاہیئے کہ اس مقدس وجود کی اس رنگ کی نُمایاں خوبیوں کو اپنے لئے بھی مشعلِ راہ بنائے۔ خود بھی نیک بنے اور اپنے اہل و عیال اور اقرباء کو بھی اس کا عامل بنائے تا وہ بھی خدا کی نگاہ میں پسندیدہ وجود بن جائے ٭

—٭—

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

جماعتِ احمدیہ کے ۷۸ ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز افتتاحی خطاب

نہایت درد و سوز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دُعائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۶ ر فتح ۱۳۴۸ ہش مطابق ۲۶ ر دسمبر ۱۹۶۹ء کو جلسہ سالانہ کا افتتاح فرماتے ہوئے جو خطاب فرمایا تھا اس کا مکمل متن درجِ ذیل کیا جاتا ہے۔
ایڈیٹر

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ میں شامل ہونے والے تمام احباب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہا اور پھر تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب امّتِ مسلمہ کو اس طرف پکارا کہ غلبۂ اسلام کے لئے مجھے مبعوث کیا گیا ہے

میری طرف آؤ اور میرے انصار بنو

اور اللہ کی راہ میں، اسی کی رضا کے حصول کے لئے قربانی دو اور ایثار دکھاؤ تو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا

"اور اس قدوس جلیل الذات نے مجھے جوش بخشا ہے تا میں ان کے لئے وہ نور مانگوں جس سے انسان نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے اور ان کے لئے وہ روح القدس طلب کروں جو ربوبیتِ تامہ اور عبودیتِ خالصہ کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے۔ اور روحِ خبیث سے ان کے لئے نجات چاہوں کہ جو نفسِ امّارہ اور شیطان کے تعلقِ شدید سے جنم لیتی ہے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے آگے فرمایا:-

"ان کی زندگی کے لئے موت تک دریغ نہیں کروں گا۔"

(اشتہار ۴ ر مارچ ۱۸۸۹ء)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نائب اور خلیفہ کی حیثیت سے

میرے دل میں بھی یہ جوش پیدا کیا ہے

کہ میں اپنے ربّ کریم سے آپ دوستوں کے لئے انہی باتوں کو چاہوں اور طلب کروں۔ میری جان آپ پر قربان۔ میں ہمیشہ آپ کے لئے ہر رنگ میں دعائیں کرتا رہتا ہوں۔ آپ جب اس جلسہ کے لئے سفر شروع کرتے ہیں تو میرے دل میں بڑی فکر پیدا ہوتی ہے۔ سفر کی تکالیف ہیں۔ سفر کے حادثات ہیں۔ سفر کی پریشانیاں ہیں۔ میں ان کو سوچتا ہوں اور اپنے ربّ کریم کے حضور جھک کر آپ کے لئے اس کی حفاظت اور امان چاہتا ہوں۔

جب آپ یہاں آجاتے ہیں

مجھے یہ فکر دامنگیر رہتی ہے کہ کہیں ہمارے مخلص رضاکاروں کی کسی غفلت کے نتیجہ میں آپ میں سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ پھر مجھے یہ فکر رہتی ہے کہ خود آپ کے نفوس آپ کی پریشانی کا باعث نہ بنیں۔ جس مقصد کے لئے آپ یہاں آئے ہیں اس کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور متضرعانہ دعاؤں کی توفیق پائیں اور اس جلسہ میں شامل ہو کر خدا اور اس کے رسول کی باتیں سنیں۔ انہیں سمجھیں۔ اور یہ عہد کریں کہ یہ ارشادات، اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام — قرآنِ عظیم — ہم پر جو ذمہ داریاں عاید کرتا ہے خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ان ذمہ داریوں کو نباہنے کی توفیق بخشے۔ کہیں یہ مقصد آپ کی نظر سے اوجھل نہ ہو جائے۔ اور میں آپ کے لئے ہر وقت

ہر آن دعا میں لگا رہتا ہوں

کہ اے خدا جہاں تو نے میرے ان بھائیوں کو اور میری ان بہنوں کو یہ توفیق عطا کی کہ وہ تیری رضا کے حصول کے لئے، تیرے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سننے کے لئے، تیرے مسیحِ محمدی علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آئے ہیں۔ جہاں تو نے ان کو یہ توفیق بخشی اور تو نے ان کو سفر کی تکالیف اور حادثات سے بچایا اور محفوظ رکھا۔ جہاں تو نے اپنے فضل سے مخلص رضاکاروں کو یہ توفیق بخشی کہ وہ انتہائی کوشش اور جدوجہد سے اپنے آنے والے بھائیوں کی خدمت کریں اور یہ خیال رکھیں کہ انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے وہاں تو میرے ان بھائیوں کو ان کے نفوس کی آفات سے بھی محفوظ رکھ۔ وہ اپنے وقتوں کو ضائع نہ کریں۔ وہ اپنی توجہ کو اپنے مقصود سے ہٹائیں نہ۔ وہ جس غرض کے لئے آئے ہیں اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے انتہائی کوشش کریں اور تیرا فضل پائیں اور ان کی یہ کوشش مقبول ہو۔ اور تیرے فضل سے وہ اپنے مقصود کو حاصل کریں اور دین اور دنیا کی نعمتوں سے اپنی جھولیوں کو بھر کر اپنے گاؤں اور گھروں کو واپس لوٹیں۔

سارا سال جو دعائیں میں آپ دوستوں کے لئے کرتا رہتا ہوں وہ سورۂ فاتحہ کی دعائیں ہیں جن کی تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں بیان کی ہے۔

ان دعاؤں کا خلاصہ

اس وقت میں بلند آواز سے پڑھوں گا۔ آپ آمین کہتے رہیں اور اس کے بعد پھر ہاتھ اٹھا کر دعا ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہر حضر میں آپ کا بھی اور ہمارا بھی حافظ و ناصر ہو۔

اللہ تعالیٰ نے جس غرض کے لئے اسلام کو دنیا میں قائم کیا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے اور جس مقصد کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم روحانی فرزند بنایا ہے وہ مقصد پورا ہو اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی توفیق ملے کہ ہم بھی اس کے لئے کچھ خدمت کرنے کے قابل ہوں اور ہماری وہ حقیر خدمات اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول ٹھہریں
الحمد للہ۔ الحمد للہ۔ اللہ۔ ہم ان بے حد و حساب نعمتوں پر

تیرا شکر ادا کرتے ہیں

جو تو نے محض اپنی ربوبیت اور رحمانیت کے جلوؤں سے ہمیں عطا کیں۔ ہماری دعا، ہماری التجا، ہمارے عمل، ہماری سعی، ہمارے مجاہدات انہیں کہاں پا سکتے تھے لیکن اے ہمارے رب! تو اپنے عاجز بندوں کی دعائیں بھی تو قبول فرماتا ہے۔ اے ہمارے مالک! تو عمل اور مجاہدہ پر اپنی رحمتِ بے پایاں سے ثمراتِ حسنہ بھی تو مرتب کرتا ہے۔ دعا اور سعیٔ پیہم کی ہمیں توفیق عطا کر۔ انہیں قبول فرما۔ اور وہ نعماء ہمیں بخش جو دعا اور مجاہدہ پر عطا کی جاتی ہیں

ہمیں اپنا حقیقی خادم بنا دے

صدق و سداد دے۔ حق و صداقت پر ثباتِ قدم عطا کر۔ خوشحال زندگی ہمارے لئے مقدر کر دے۔ اور فلاح اور کامیابی ہمارے نصیب میں کر دے۔ آمین

اے ہمارے خدا! ہم بے علم اور کمزور ہیں۔ تیری مدد اور نصرت کے بغیر ہم تیری رضا کی راہوں کو تلاش نہیں کر سکتے۔

اے ہمارے رب! تو خود مہربانی فرما

اور ہمارے صحنِ سینہ اور وسعتِ دل کو اپنی ذاتی محبّت سے معمور کر دے۔ تا ایک اصیل اور تیز رَو گھوڑے کی طرح ہم تیری طرف دوڑیں اور تیرے حضور جا حاضر ہوں ماں باپ سے بڑھ کر پیار کرنے والے پیار سے ہمیں اٹھا اور اپنی گود میں ہمیں بٹھالے۔ کبر و غرور تیرے در کے لعین اور دھتکارے ہوئے اور تذلل اور انکسار تیرے عرش کی لونڈی ہیں ۔۔۔ اے خدا ہمارے دل کی بھی یہی مکین ہوں۔ نیستی

ہمارے وجود کی اصلیّت

اور حقیقت ہے۔ اے خدا! ہمیں اس حقیقت پر ہمیشہ قائم رکھ۔ نہ ہمارا جوان اپنی قوت پر اترائے، نہ ہمارا بوڑھا اپنی لاٹھی پر بھروسہ رکھے۔ نہ ہمارا عاقل اور فہیم اپنے عقل و فہم پر ناز کرے۔ نہ کوئی عالم اور فقیہہ اپنے علم کی صحت اور اپنی دانائی کی عمدگی پر اعتبار کرے اور نہ ہمارا ملہم اپنے الہام اور کشف یا دعاؤں کے خلوص پر تکیہ کرے۔ کیونکہ تُو اے ہمارے رب! ہمارے محبوب!! جو چاہتا ہے کرتا ہے جس کو چاہے اپنے حضور سے دھتکار دے۔ اور جس کو چاہے اپنے خاص بندوں میں شامل کرے۔

اے ہمارے معبود!

ہم تیرے عاجز اور بے مایہ بندے، عبودیت تامّہ کے حصول کے لئے سرگرداں عبادت تو تیری ہی کرتے ہیں لیکن پریشان خیالی اور شیطانی وسوسہ اندازی اور خشک افکار اور مہلک اوہام اور تاریک خیالات کے ساتھ ہم سیلاب کے گندے پانی کی مانند ہیں اور گمان اور ظن سے ہم چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے۔

اے رحمتِ اتم! تو اپنے بے پایاں فیض سے خود ہمیں اپنا چہرہ دکھا تا حق یقین ہمیں نصیب ہو۔

اے ارحم الراحمین ہم تیری ہی نصرت کے طالب ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں ذوق، شوق، حضورِ قلب، بھرپور ایمان کے ملنے کے لئے تیرے احکام پر لبیک کہنے کی توفیق کے لئے، سرور اور نور کے لئے، معارف کے زلوہات اور حقائق و دقائق کے لباس کے ساتھ دل کو آراستہ کرنے کے لئے، تا ہم تیرے فضل تیرے رحم کے ساتھ یقین کے میدانوں میں سبقت لے جانے والے بن جائیں اور اسرار و حقائق کے دریا پر دار دہو جائیں

اے ہمارے رحمٰن

ہوائے نفس کی موجیں ٹھاٹھیں مارتی رہتی ہیں اور ہمیں غرق کرتی رہتی ہیں۔ نفس کے عوارض ایک چکر میں ہیں اور ہوائے نفس کے قیدی ہلاک ہوتے رہتے ہیں اور کم ہیں جو نفسِ امارہ کی اس یلغار سے محفوظ رہتے ہوں۔ اے ہمارے رحمٰن تو خود ہماری حفاظت کر اے شافی حقیقی! ایک حاذق طبیب کے روپ میں ہم پر جلوہ گر ہو۔ ہمیں اپنی طرف کھینچ لے ہمیں اپنے سینہ سے لگالے تا ہم تیری محبت میں دیوانے مستانے بن جائیں اور سب امراضِ نفس سے شفا پائیں۔ ہمیں سعادت دے اور اس سعادتمندی پر قائم رہنے کی ہمیشہ ہمیں توفیق بخش اور اپنے پاک بندوں میں ہمیں شامل کرلے۔

اے ہمارے ہادی! صراطِ مستقیم نعمت عظمٰی ہے۔ ہر نعمت کی جڑ اور ہر عطا کا دروازہ ہے

اے ہمارے محبوب! اے ہمارے مقصود!

سیدھی راہ ہمیں دکھا۔ یہ نہ مٹنے والی روحانی بادشاہت ہمیں عطا کر۔ تیرے تفضلات اور تیری نعماء کا مسلسل ہم پر نزول ہو۔ ان نعمتوں، ان فضلوں کو قبول کرنے کے لئے ہمیں تیار کر۔ اور ان کا ہمیں اہل بنا۔ تا اندھیری راتوں کے بعد خوشگوار زندگی اور ظلمات اور تاریکیوں کو دور کر دینے والا نور ہم پائیں۔ تا اے ہمارے رب! ہلاکت سے قبل ہر قسم کی لغزش اور ضلالت سے ہم نجات حاصل کرلیں۔

اے ہمارے رب! ہمارے مالک!! اپنے ہی فضل سے ہمارے دلوں میں اپنی ذاتی محبت کا شعلہ بھڑکا۔ اپنے نشانوں سے اپنی ہستی پر ہمیں حق الیقین بخش

اے ہمارے محبوب! اپنے چہرے سے نقاب اٹھا اور رُخِ انور کا ہمیں جلوہ دکھا۔ اے محسن!

تیرے احسان کی نورانی لہریں

ہمارے فانی وجود میں کروٹ لیں۔ ہمارا ذرہ ذرہ تجھ پر قربان۔ تیری سوزشِ محبت ہر وقت ہمارے سینے کو گرمائے رہے۔ تیری عظمت اور تیرے جلال کا جلوہ تجھے اس طرح ہمیں اپنی گرفت میں لے کہ دنیا اور اس کی ہر شے تیری ہستی کے آگے مردہ متصوّر ہو۔ ہر خوف تیری ہی ذات سے وابستہ رہے۔ تیرے درد میں لذت پائیں اور تیری خلوت میں راحت۔ تیرے بغیر دل کو کسی پہلو کسی کے ساتھ قرار نہ ہو۔

اے ہمارے سچے اور حقیقی محسن!

ہمیں اپنی محبت کی نعمت سے مالا مال کر۔ اپنی رُوح ہم نے تیرے سپرد کی۔ اپنی ہستی تجھے سونپی۔ ہم تجھ سے ہی اپنی محبت کو خاص کرتے ہیں۔ عاجزانہ اور متضرعانہ ہم تیری طرف آتے ہیں۔ تیری رحمت تیری شفقت کے ہم بھکاری ہیں۔ ہم غافلوں کی غفلت کے پردے پھاڑ کر پرے پھینک دے ہماری چال کو سیدھا کر ہماری روح تیری عظمت اور جلال کے خوف سے لرزاں اور ترساں ہے۔ تیری محبت رگِ جاں بن جائے

محبوب! ہماری مدد کو آ

یقین اور ایمان کو پختہ کر، تا ہم اپنے پورے دل، اپنی ساری خواہشات، اپنی عقل، اپنے اعضاء، اپنی زمین اور کھیتی باڑی، اپنی تجارت اور صنعت و حرفت اور اپنے پیشہ سب کے ساتھ کلّی طور پر تیری طرف ہی آ نکلیں ہوں اور تیرے سوا سب سے منہ موڑ لیں ہماری نگاہ میں اے ہمارے محبوب! تیرے سوا کچھ بھی باقی نہ رہے۔ ہم صرف تیری ہی اطاعت اور پیروی کرنے والے ہوں۔

اے خالقِ کُل! اے مالکِ کُل!!

مال اور صاحبِ مال پر ہمیں ناز کیوں ہو، اور ہم ان کے دھوکے میں کیوں آئیں۔ ہم تو بس تیری بارگاہِ عزّت میں عاجزوں اور مسکینوں کی طرح حاضر ہوتے ہیں۔ دنیا کو ہم دھتکارتے اور اس سے الگ ہوتے ہیں اور آخرت سے ہم محبت کرتے اور تیرا عفو اسے ہی چاہتے ہیں۔

اے کامل قدرتوں والے! ہمارا توکل صرف تیری محسن ذات پر ہے

اے رحمان! ہمارا ذرّہ ذرّہ تجھ پر قربان ہمیں اپنے نور سے منور کر۔ آمین

اب دعا کریں

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضلوں سے نوازے

آمین

وقفِ جدید کے معلّمین کے طور پر احباب میدانِ عمل میں آئیں

جیسا کہ احباب جماعت کو سرکلر لیٹر اور اخبار بدر کے ذریعہ علم ہوا ہوگا کہ امسال سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان فرماتے ہوئے فرمایا کہ احباب پہلے سے بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں قربانیاں پیش کریں۔ اس موقع پر حضور نے یہ تحریک بھی فرمائی کہ

"وقفِ جدید کے معلمین کے طور پر زیادہ سے زیادہ احباب میدانِ عمل میں آئیں"

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ وہ اسلام اور احمدیت کے غلبہ کے لئے (جس کا اس نے خود فیصلہ کیا ہے) ہم کو مختلف طریقوں سے خدمت کے مواقع بہم پہنچا رہا ہے اور نظامِ خلافت کی برکت سے اس رنگ میں رہنمائی کرتا ہے جس کے ذریعہ سے یہ کام احسن طور پر ہو سکے۔ اس لئے احباب کو چاہیئے کہ چندوں کی کثرت سے گھبرائیں نہیں بلکہ خوشی سے کو دیں اور سمجھیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں اپنے کام کے لئے چُن لیا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ احباب اس تحریک وقفِ جدید کو ایک بوجھ نہ سمجھیں گے۔ بلکہ ایک عظیم الشان انعام سمجھتے ہوئے اس کے حصول کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضل ہم پر ہوئے ہیں اور ہر آن ہو رہے ہیں اس لئے ہمیں چاہیئے کہ

اس کی نعمتوں کا شکر کرتے ہوئے مزید قربانیاں

کرتے چلے جائیں۔ پس ہر احمدی غریب ہو یا امیر اس کام میں اپنی حیثیت کے مطابق حصہ لے جو دوست ہزاروں دے سکتے ہیں وہ ہزاروں دیں اور جو سینکڑوں دے سکتے ہیں وہ سینکڑوں دیں اور جو بیسیوں دے سکتے ہیں وہ بیسیوں دیں تا کہ

سیّدنا المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس آخری تحریک

میں آپ میں سے ہر چھوٹے بڑے کا حصہ ہو۔ اور دجّالی طاقتوں کو کچلنے کے لئے تیار کئے جانے والے لشکر کے سامان میں آپ کا بھی حصّہ ہو۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے معاونینِ وقفِ جدید کے لئے کم از کم ۱۰۰/- روپے تک چندہ مقرر فرمایا ہے لیکن صاحبِ حیثیت احباب کے لئے کوئی پابندی نہیں وہ جس قدر زیادہ سے زیادہ دینا چاہیں دے سکتے ہیں۔

میں بسم اللہ مجرِھا و مُرسٰھا کہتے ہوئے آپ کو قربانی کے اس دریا میں چھلانگ لگانے کی دعوت دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آسمان سے فرشتے اتارے جو آپ کو کامیابی کی منزل پر پہنچا دیں اور اپنے الہام سے مخلصوں کے دلوں میں قربانی کا مادہ پیدا کر دے پھر ان کی قربانی کا ادھار نہ رکھے بلکہ بڑھ چڑھ کر اس کی جزائے خیر دے آمین

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

خوش قسمت باپ کے بعد سعید الفطرت فرزند کی بیعتِ خلافت

اور

اہلِ پیغام کے سطحی اعتراضات کا جواب

نوٹ:۔ محترم مولانا محمد یعقوب خاں صاحب سابق ایڈیٹر "لائٹ" کی بیعتِ خلافت کی خبر اور خود مولانا موصوف کی طرف سے اپنی بیعتِ خلافت کی وضاحت بدر کے انہی کالموں میں شائع ہو چکی ہے۔ احباب کو یہ بھی معلوم ہے کہ محترم مولانا موصوف کو بیعتِ خلافت سے قبل اہل پیغام میں ایک خاص مقام حاصل تھا۔ لیکن جونہی مولانا موصوف نے امرِ حق کو شناخت کر کے نظامِ خلافت کے ساتھ وابستگی کا اعلان فرمایا اہل پیغام کے کیمپ میں کھلبلی مچ گئی۔ اور جہاں "پیغام صلح" نے اپنے اداریے میں عامیانہ اعتراضات کئے وہاں غیر مبائعین کے امیر مولوی صدرالدین صاحب نے بھی ایک خطبہ میں مولانا موصوف کے خلاف بعض غیر اصولی باتیں کیں

اہل پیغام کے اس رویّہ کو کوئی بھی صاحب نظر مبنی برحق قرار نہیں دے سکتا پھر کیا یہ ممکن تھا کہ خود مولانا کے فرزند اس سے نالاں نہ ہوتے۔ چنانچہ مولانا محمد یعقوب خاں صاحب کے ایک سعید الفطرت فرزند جناب کیپٹن عبدالسلام خاں صاحب نے نہ صرف خلافتِ حقہ کی بیعت کا شرف حاصل کیا ہے بلکہ اعلانِ خلافت کے ساتھ ہی انہوں نے اہل پیغام کے ان سطحی اعتراضات کا جواب بھی دیا ہے۔ جسے ہم ذیل میں قارئینِ بدر کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں —— ایڈیٹر

"والد صاحب قبلہ گاہی مولینا یعقوب خاں صاحب کی "بیعتِ خلافت کی وضاحت" جو "الفضل" میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کا ردِّ عمل "پیغام صلح" میں ایک اداریہ کی شکل میں اور مولوی صدرالدین کے خطبہ جمعہ مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۶۹ء میں ایک نہایت گھناؤنے اور عامیانہ انداز میں ظاہر ہوا ہے۔ قبلہ والد صاحب نے اپنے اعلان میں اصولی اور نظریاتی سطح پر بحث کی ہے لیکن اس کا جواب بجائے اصولوں کے ذاتیات پر حملوں اور الزامات کی صورت میں دیا گیا ہے۔

ناظرین ذرا اس نقرہ پر غور فرمائیں:۔

"خاں صاحب خلیفہ ربوہ کے ہاتھوں بک چکے ہیں۔"

یہ ایک نہایت گرا ہوا الزام ہے۔ گویا کہ مسیح موعودؑ کا وہ جرنیل جو پچاس سال تک اسلام کی بے لوث خدمت کرتا رہا اور جس کی خدمات کا اعتراف ایک بہت بڑے مسلمان لیڈر نے کیا۔ جس کی "خودی" کو ان کے تمام احباب اور عزیز جانتے ہیں وہ کسی دنیاوی فائدے کی خاطر اپنا مسلک اور مذہب چھوڑ کر جماعت ربوہ میں جا شامل ہوا ہے۔ انّا للہ وانا الیہ راجعون کیا ان کا سوا چھ سو روپے ماہوار کا وظیفہ جو ان کی خدمات کے صلہ میں انہیں لاہور انجمن سے ملتا تھا، چھوڑ دینا "دنیاوی فائدہ" کہلا سکتا ہے؟

میں مدیر "پیغام صلح" کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ مندرجہ بالا فقرہ کو ثابت کریں۔

مولوی صدرالدین صاحب نے بجائے قبلہ والد صاحب کے دلائل کا جواب دینے کے ان کے خانگی حالات کو وجہ بیعت قرار دیا ہے۔ اور اہلِ خانہ کی بیماری کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی غلط الزام لگایا ہے کہ

"دو لڑکوں پر بھی آفت آئی ہے"

اور یہ بھی غلط بیانی کی ہے کہ "خاں صاحب نے قطعاً کوئی دلائل نہیں دئے"

مولوی صاحب! مندرجہ بالا اعلانات کر کے آپ نے اپنی "ذہنی بددیانتی" کی جو شہرت آپ کو حاصل ہے اس پر گویا ٹھپّہ لگا دیا ہے۔

مولوی صاحب! کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اہلِ خانہ کی جس بیماری کا ذکر آپ نے کیا ہے اس کا اس بیعت سے اس لئے کوئی تعلق نہیں کہ ان کی اہلیہ عرصہ چالیس سال سے بیمار تھیں۔ اور باقی افراد کی بیماری پر بھی عرصہ تیس سال اور چودہ سال گزر چکا ہے۔ پھر اس بیماری کو وجہ بیعت بتانا کیا دیانت پر مبنی ہے؟

مولوی صاحب! ہم تینوں بھائی الحمدللہ اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز ہیں اور ہم پر اللہ کے فضل سے کوئی مصیبت نہیں آئی۔ لہٰذا آپ کا یہ کہنا کہ

"دو لڑکوں پر بھی آفت آئی ہے"

ایک جھوٹ اور بہتان ہے۔ آپ ثابت کریں کہ والد صاحب قبلہ کی بیعت کے وقت دو لڑکوں پر کیا آفت تھی جس کی دوری کی خاطر انہوں نے بیعت کی۔

جہاں تک "عدم دلائل" کے الزام کا تعلق ہے قبلہ والد صاحب نے دو زبردست دلائل دئے ہیں۔ ایک تو واقعات اور تاریخ کی فعلی شہادت ہے اور دوسری دلیل حضرت خلیفہ اولؓ کے ارشادات اور خود مسجد نور میں قوم کے "اجماع" کو دلیل ٹھہرایا ہے۔ کیا جمہوریت کے فدائی قوم کے اس "اجتماعی فیصلہ" کو دلیل نہیں سمجھتے کیا یہ واقعات کی شہادت نہیں ہے کہ جہاں جماعتِ احمدیہ لاہور کے چندہ دینے والے ممبران انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں وہاں جماعتِ احمدیہ ربوہ میں لاکھوں فدا ایانِ مسیح موعود اپنا جان و مال لے کر پروانوں کی طرح اکٹھے ہو رہے ہیں۔ اور یہ آسمانی سلسلہ دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے! کیا حضرت مولوی محمد علی صاحب مرحوم جماعت لاہور کے "تبلیغی کارناموں" اور کتب کی اشاعت کو ایک دلیل نہ ٹھہراتے تھے؟ اور کیا یہ شہادت اب جماعتِ ربوہ میں روزِ روشن کی طرح عیاں نہیں ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ خود مولوی صدرالدین صاحب نے ایک "غیر مامور" کی بیعتِ خلافت کی اور چھ سال تک اس پر قائم رہے۔ تو اس وقت اسی خلافت کو "نام نہاد" کہنا اور پھر "غیر مامور" کی بیعت کو قابلِ تضحیک سمجھنا کہاں کی دیانت ہے؟ اور بیعت کو "پیری مریدی" قرار دینا خود حضرت مسیح موعودؑ کی توہین ہے جنہوں نے بیعت کو ایک رشتۂ اخوت قرار دیا ہے اور ایک ایسا رشتہ جس کی ان دنیاوی رشتوں میں کوئی نظیر نہیں۔

"خود مولوی صدرالدین صاحب نے ایک غیر مامور کی بیعتِ خلافت کی اور چھ سال تک اس پر قائم رہے تو اس وقت اسی خلافت کو "نام نہاد" کہنا اور پھر "غیر مامور" کی بیعت کو قابلِ تضحیک سمجھنا کہاں کی دیانت ہے۔ اور بیعت کو پیری مریدی قرار دینا خود حضرت مسیح موعودؑ کی توہین ہے جنہوں نے بیعت کو ایک رشتۂ اخوت قرار دیا ہے۔ اور ایک ایسا رشتہ جس کی دنیاوی رشتوں میں کوئی نظیر نہیں"

کیپٹن عبدالسلام خاں

فرمایا ہے۔

آپ کا یہ الزام کہ خاں صاحب نے سالہا ... کے معقول عقاید کو چھوڑ کر خلافتِ ربوہ کے فاسد عقاید کو اختیار کیا ہے، بھی صحیح نہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ آپ ... آپ کی جماعت سالہا سال تک حضرت خلیفہ ثانیؓ کے عدالتی بیان پر بغلیں بجاتی رہی کہ دیکھا آخر خلیفہ صاحب کو ہمارے عقاید پر آنا پڑا۔ پس اگر آپ حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدالتی بیان ... عقاید کو غیر معقول نہیں سمجھتے تو قبلہ والد صاحب کے عقاید کو غیر معقول کہنا کہاں کی دیانت ہے؟

میں اب تک جماعت لاہور سے حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب کے اعلیٰ اخلاق ذاتی نمونہ اور روحانی شخصیت کے ساتھ وفاداری کی وجہ سے منسلک تھا۔ لیکن جو سلوک آپ نے حضرت مولوی محمد علی صاحب سے کیا اور جواب آپ قبلہ والد صاحب سے کر رہے ہیں وہ احمدیت تو کیا ایک عام انسانی اخلاق کی سطح سے بھی گرا ہوا ہے اور اس نمونہ سے واضح ہے کہ تائید الٰہی اب جماعت احمدیہ لاہور کو چھوڑ چکی ہے۔ لہٰذا میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہوئے اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود و امتی نبی مانتے ہوئے حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ ثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی بیعت کا اعلان کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ روح القدس کو اس خلافت پر نازل فرماتا رہے آمین

عبدالسلام خاں (کیپٹن) ۳۰/۱۲/۶۹

امّتِ محمّدیہ میں

نبوّتِ خاتم النبیین صلعم کا جدید پیرایہ میں اجراء

از مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب شاد شمس قادیانی

ہفت روزہ اخبار روشنی تجربہ ۱۴ر ماہ جنوری ۱۹۷۰ء کے صفحہ ۶ پر زیر عنوان "نبوت خاتمہ" مولانا محمد یعقوب خاں صاحب سابق ایڈیٹر لائٹ کے اس بیان کے بارے میں جو گزشتہ دنوں اخبار بدر میں شائع ہوا تھا نکتہ چینی کرتے ہوئے یہ نوٹ شائع کیا گیا ہے کہ قادیانیوں کے لئے ان کے بیان میں نبی کا کوئی مقام نہیں۔ اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اصل نزاع مابین جماعت لاہور و جماعت قادیان مسئلہ نبوت و کفر ہے۔ جماعت لاہور کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلعم پر تمام قسم کی نبوتوں کا خاتمہ ہو گیا ہے۔

اس کے ثبوت میں حضرت اقدس علیہ السلام کا یہ شعر نقل کیا گیا ہے ؎

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

کہا گیا ہے کہ

"مولانا محمد یعقوب خاں صاحب کے خط کا جہاں تک تعلق ہے انہوں نے اس میں واضح اور صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ خود حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے کہ اس امت میں نبوت کا اس لئے خاتمہ ہوا کہ میرے بعد خلفاء ہوں گے جو کہ دینی راہ پر قوم کو چلائیں گے"

اس سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ مولانا محمد یعقوب صاحب کے عقاید میں کوئی تبدیلی نہیں ہے بلکہ زیادہ سے زیادہ انہوں نے جماعت قادیان کے ساتھ تنظیمی بیعت کر لی ہے۔

ہمارا جواب یہ ہے کہ یہ نتیجہ قطعی طور پر غلط ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ ایک قسم کی نبوت باقی ہے۔ فرمایا:-

"تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گزر چکی ہیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی۔ کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے۔ اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں۔"

(الوصیت)

اس عبارت میں حضرت اقدس علیہ السلام نے محمدی نبوت کو جاری بتایا ہے اور اس کے سوا سب نبوتوں کو ختم قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ

"اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے"

مگر نبوتِ محمدیہ کے متعلق اس سے آگے یہ تحریر فرمایا ہے کہ

"لیکن یہ نبوتِ محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں۔ بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے۔ ... اور اس کی پیروی سے خدا کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا۔ ... اور جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رُو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امورِ غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔ پس یہ ممکن نہ تھا کہ وہ قوم جس کے لئے فرمایا گیا کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ اور جن کے لئے یہ دعا سکھلائی گئی کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔ ان کے تمام افراد اس مرتبہ عالیہ سے محروم رہتے۔ اور کوئی ایک فرد بھی اس مرتبہ کو نہ پاتا۔ ... خدا تعالیٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے۔ ... اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا۔ پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا کیونکہ ایسی صورت کی نبوت نبوتِ محمدیہ سے الگ نہیں بلکہ اگر غور سے دیکھو تو خود نبوتِ محمدیہ ہی ہے۔ جو ایک پیرایۂ جدید میں جلوہ گر ہوئی یہی معنی اس فقرہ کے ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے حق میں فرمایا کہ نَبِیُّ اللّٰہِ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ یعنی وہ نبی بھی ہے اور امتی بھی۔ ورنہ غیر کو اس جگہ قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔ مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے تا ہلاک ہونے سے بچ جائے"

(الوصیت)

یہ ہے "ہر نبوت را بروشد اختتام" کی صحیح تفسیر کہ حضورؑ نے فرمایا

۱۔ آنحضرت صلعم کی نبوت باقی ہے

۲۔ اس سے مراد مکالمہ و مخاطبہ تامہ کاملہ ہے

۳۔ وہ اس امت میں سے "ایک" فرد کو ملا ہے جو کہ مسیح موعود ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ نبوت محمدیہ ہی جدید پیرایہ میں مسیح موعود میں جلوہ گر ہوئی ہے۔

۴۔ اور اس نبوت ہی کی وجہ سے جو ایک لحاظ سے آنحضرت صلعم ہی کی اصلی نبوت ہے اور ایک لحاظ سے وہ جدید نبوت ہے مسیح موعود کو آنحضرت صلعم نے نبی قرار دیا ہے

اور ایسی نبوت اس امت میں بوجہ شرط مکالمہ و مخاطبہ تامہ کاملہ و کثرت کے صرف مسیح موعود ہی کو ملی ہے اور نبی کا نام پانے کے لئے صرف وہی اکیلا مخصوص ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھیں حقیقۃ الوحی کا صفحہ ۳۹۱۔ جس میں بتایا ہے کہ نبی نام حضرت مسیح موعود کے لئے مخصوص ہے کیونکہ نبوت میں مکالمہ و مخاطبہ کی کثرت کی شرط پائی جاتی ہے۔ جو دوسرے مجددین و محدثین و ابدال و اقطاب کو حاصل نہیں۔ وہ نبی کا نام پانے سے محروم رہے کیونکہ وہ مکالمہ و مخاطبہ کی کثرت کے مقام کو حاصل نہ کر سکے۔ الوصیت میں "ایک" فرد کے لفظ نے بھی معاملہ صاف کر دیا

بہر حال مسیح موعود تک اس امت میں سے صرف ایک فرد نے اس محمدی نبوت کو پا کر اس کا نام پایا۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل فیضان کا ثبوت مہیا کیا

پس ہمیں مسلّم ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد حضورؐ کی نبوت کے سوا اور کوئی نبوت جاری نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملی ہے نہ کہ کوئی اور نبوت

مبارک ہے وہ شخص جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ اس نکتہ کو سمجھ لے۔ اور روحانی ہلاکت سے بچ جاوے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

ہر موسم بہار کے شروع میں ہر مخلص احمدی اللہ تعالیٰ کی اس عظیم الشان بشارت کے پورا ہونے کے لئے ایک امید باندھتا ہے۔ خدا کی وہ بات کیا ہے **احمدیت کی یقینی فتح**۔ آسمان پر احمدیت کی فتح کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فرشتے بالکل تیار کھڑے ہیں مگر خدا تعالیٰ کے اس فضل کو کھینچنے کے لئے ان قربانیوں کی ضرورت ہے جس سے قوموں کی ہستی بدل جاتی ہے۔ اور آسمانی مخلوق بھی دربارِ خداوندی میں ایسے لوگوں کی قربانی پیش کر کے فریاد کرتی ہے کہ اے خدا اپنے ان بندوں پر رحم کر اور ان کو فتح کا دن دکھا۔

جماعت کی طرف منسوب ہونے والے بعض ایسے بدقسمت افراد ہوتے ہیں جو سارا سال خدا تعالیٰ کے راستہ میں ایک پیسہ قربانی نہیں دیتے۔ پس آؤ

ہم عہد کریں کہ ہم نے ۳۰ر اپریل ۱۹۷۰ء تک

ایسے ہر احمدی پر اتمامِ حجت کرنی ہے۔ پھر بھی اگر کسی کے دل میں خدا کے لئے قربانی کا جوش پیدا نہ ہو اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کے مقرر کردہ چندہ جات یعنی حصہ آمد، چندہ عام وغیرہ کا نہ صرف بقایا دار ہی رہے بلکہ کچھ بھی نہ دے تو ایسے عنصر کو جماعت سے الگ کرنے کے لئے اپنے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور فریاد کریں گے جن کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے عظیم الشان وعدہ سے ہم محروم ہو رہے ہیں۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قسط دوم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معاہدات

تقریر مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد بر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان دسمبر ۱۹۶۹ء

مدینہ کے یہود سے معاہدہ

حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کرکے مدینہ تشریف لانے پر تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ آپ نے مہاجرین، مدینہ کے مسلمانوں اور یہود کے عمائد کو جمع کرکے اس ضرورت کو بیان کیا کہ مدینہ کی مختلف اقوام کے درمیان ایک باہمی معاہدہ ہو جانا چاہئیے جس کے ماتحت آئندہ شہر کے امن اور اس کے مختلف الاقوام باشندوں کی حفاظت اور بہبودی کا انتظام ہو سکے۔ اور کوئی صورت جھگڑے اور امن شکنی کی پیدا نہ ہو۔

اس موقع پر اتفاق رائے سے یہود کے ساتھ جو معاہدہ طے ہوا اور جو باضابطہ ضبط تحریر میں لایا گیا اس کی موٹی موٹی شرائط یہ تھیں کہ

۱۔ مسلمان اور یہودی آپس میں ہمدردی اور اخلاص سے رہیں گے اور ایک دوسرے کے خلاف زیادتی یا ظلم سے کام نہیں لیں گے

۲۔ ہر قوم کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی

۳۔ تمام باشندگان کی جانیں اور اموال محفوظ ہوں گے اور ان کا احترام کیا جائیگا

۴۔ ہر قسم کے اختلافات اور تنازعات رسول اللہ کے سامنے فیصلہ کے لئے پیش ہوں گے۔ اور ہر فیصلہ خدائی حکم (یعنی ہر قوم کی اپنی شریعت کے مطابق کیا جائے گا۔

۵۔ کوئی فریق بغیر اجازت رسول اللہ جنگ کے لئے نہیں نکلے گا۔

۶۔ اگر یہودیوں یا مسلمانوں کے خلاف کوئی قوم جنگ کرے گی تو وہ ایک دوسرے کی امداد میں کھڑے ہوں گے

۷۔ اسی طرح اگر مدینہ پر کوئی حملہ ہوگا تو سب مل کر اس کا مقابلہ کریں گے

۸۔ قریش مکہ اور ان کے معاونین کو یہود کی طرف سے کسی قسم کی امداد یا پناہ نہیں دی جائے گی

۹۔ ہر قوم اپنے اپنے اخراجات خود برداشت کرے گی۔

۱۰۔ اس معاہدہ کی رو سے کوئی ظالم یا آثم یا مفسد اس بات سے محفوظ نہ ہوگا کہ اسے سزا دی جاوے یا اس سے انتقام لیا جائے

(سیرۃ ابن ہشام $\frac{۱۷۸}{۱۷۹}$)

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام امن کے لئے اسی قسم کا معاہدہ مقام وَدّان کے قبیلہ بنو حمزہ اور اسی طرح مقام عشیرہ کے قبیلہ مدلج سے بھی کیا جو مدینہ کے اردگرد کے قبائل تھے

حضرات! جیسا کہ آپ نے سماعت فرمایا اس معاہدہ میں بار بار اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ دیانتداری اور صفائی کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا جائے گا اور ظالم اپنے ظلم کا خود ذمہ دار ہوگا پس بعد میں جس قدر جھگڑے یا عہد شکنیاں ہوئیں ان کی ذمہ داری خالصۃً یہود پر تھی۔ لیکن باوجود ان کی بدعہدی اور غداری کے، باوجود انکی بغاوت اور اقدام قتل کے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے ساتھ اور مدینہ کے ان باشندوں کے ساتھ جو اسلام میں شامل نہ ہوئے تھے، از روئے معاہدہ محبت پیار اور ہمدردی کا سلوک فرمایا اور انہیں اپنے بھائیوں کی طرح عزیز رکھا آپ کا اپنے بدعہد دشمن سے اس قسم کا سلوک آپ کے اخلاق فاضلہ اور حسن انتظام اور آپ کے فطری رحم و کرم کا ایک نہایت بیّن ثبوت ہے ؎

کشتہ قوم و فدائے خلق و قربانِ جہاں
نے بجسم خویش میلش نے بنفسِ خویش کار

قبیلہ بنو عامر سے معاہدہ

سنہ ۴ ہجری میں حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ستّر حفاظ قرآن صحابہ کو نجد کی طرف روانہ فرمایا تھا۔ جب یہ حفاظ بئر معونہ کے مقام پر پہنچے تو دشمنوں نے انتہائی درندگی اور وحشت و بربریت کا مظاہرہ کرتے ہوئے سوائے دو کے باقی سب کو شہید کروا دیا۔ ان دو بچنے والوں میں سے ایک حضرت عمرو بن امیہ ضمری تھے جب وہ واپس مدینہ آرہے تھے تو راستہ میں انہیں بنو عامر کے دو شخص ملے۔ عمرو بن امیہ نے انہیں دشمن سمجھ کر انتقاماً قتل کر دیا اور مدینہ پہنچ کر تمام حالات کی اطلاع حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو دی۔ آپ نے ایک مہینہ تک ان قاتلوں پر بد دعا کی اور جب آپ نے بنو عامر کے دو اشخاص کے انتقاماً قتل کا واقعہ سنا تو فرمایا کہ — وہ دونوں تو ہماری امان میں تھے اور ہم سے عہد و پیمان کر کے گئے تھے اس لئے ان کا قتل جائز نہ تھا۔ اب ان کا خونبہا دینا ضروری ہے — چونکہ یہودیوں کا قبیلہ بنو نضیر، قبیلہ بنو عامر کا ہم عہد تھا اور مسلمانوں سے بھی بنو عامر کا معاہدہ تھا اس لئے اس خونبہا کو ادا کرنے کے لئے آپ بنفسِ نفیس یہودیوں کے پاس تشریف لے گئے

اللہ اللہ! کس قدر پاس تھا آپؐ کو اپنے اور مسلمانوں کے معاہدہ کا کہ اس قدر سنگین صورت حال کے باوجود جب کہ معمولی انتقامی کارروائی کو کوئی چیز خیال نہیں کیا جاتا اور جبکہ انسان جذبۂ انتقام میں اندھا ہو کر بھلے برے کی بھی تمیز نہیں کر سکتا اور جب کہ انسانی خون کی اتنی قیمت بھی نہیں سمجھی جاتی جس قدر کہ ایک چیونٹی کے مارنے کی ہو سکتی ہے۔ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اُن معاہد مقتولین کی دیت اور خونبہا ادا کرنے کے لئے خود تشریف لے جاتے ہیں۔ صرف اور صرف اس لئے کہ معاہدہ کے لحاظ سے مقتولین کے بھی وہی حقوق تھے جو ایک مسلمان کے تھے!!

معاہدۂ صلح حدیبیہ

سامعین کرام یہ سنہ ۶ ہجری کا واقعہ ہے کہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ایک رؤیا کی بنا پر چودہ سو صحابہؓ کے ساتھ حج بیت اللہ کی غرض سے مکہ کو روانہ ہوئے۔ لیکن قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے نہیں دیا۔ اور آپ مقام حدیبیہ میں ہی قیام پذیر رہے اسی مقام پر آخرکار کافی لیت و لعل کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش مکہ کے درمیان ایک صلح نامہ کا معاہدہ طے ہوا۔ جو صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ قریش کی طرف سے سہیل بن عمرو کو سفیر بنا کر بھیجا گیا۔ اس معاہدہ کی شرائط یہ تھیں کہ:-

۱۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی اس سال واپس چلے جائیں۔

۲۔ آئندہ سال وہ مکہ میں آکر رسم عمرہ ادا کر سکتے ہیں مگر سوائے نیام میں بند تلوار کے کوئی ہتھیار ساتھ نہ ہو اور مکہ میں تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں۔

۳۔ اگر کوئی مرد مکہ والوں میں سے مدینہ جائے تو خواہ وہ مسلمان ہی ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے مدینہ میں پناہ نہ دیں اور واپس لوٹا دیں۔ لیکن اگر کوئی مسلمان مدینہ چھوڑ کر مکہ میں آجائے تو اسے واپس نہیں لوٹایا جائے گا۔

۴۔ قبائل عرب میں سے جو قبیلہ چاہے مسلمانوں کا حلیف بن جائے اور جو چاہے اہلِ مکہ کا۔

۵۔ یہ معاہدہ فی الحال دس سال تک کے لئے ہوگا۔ اور اس عرصہ میں قریش اور مسلمانوں کے درمیان جنگ بند رہے گی۔

جیسا کہ معاہدہ کی شرائط سے ظاہر ہے قریباً ہر امر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات کو چھوڑ کر قریش کی طرف سے جو بھی مطالبہ ہوا صرف اور صرف بیت اللہ کے اکرام کی خاطر اسے مان لیا۔ اور بہر صورت حرم کے احترام کو قائم رکھا اور خدائی منشاء کے ماتحت اپنے اس عہد کو پوری وفاداری کے ساتھ نبھایا

چنانچہ عین اسی وقت جب معاہدے کی یہ شرائط ضبط تحریر میں آچکی تھیں اور صرف دستخط ہونے باقی تھے کہ خود سہیل کا اپنا لڑکا ابو جندل رسیوں سے جکڑا ہوا اور زخموں سے چُور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر گرا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں دل سے مسلمان ہوں اور اسلام کی وجہ سے میرا باپ مجھے یہ اذیتیں دے رہا ہے۔ میرا باپ جب یہاں آیا تو میں موقع پا کر آپ کے پاس پہنچ گیا ہوں۔ ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب بھی نہیں دیا تھا کہ اس کے باپ نے کہا معاہدہ ہو چکا ہے اور اس نوجوان کو میرے ساتھ جانا ہوگا۔ ابو جندل کی حالت اُس وقت مسلمانوں کے سامنے تھی۔ وہ اپنے ایک مسلمان بھائی کو جو اپنے باپ کے ہاتھوں سے اس قدر ظلم برداشت کر رہا تھا دیکھ نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے تلواریں میانوں سے نکال لیں اور اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ وہ مر جائیں گے مگر اپنے بھائی کو اس تکلیف کے مقام پر واپس جانے نہیں دیں گے۔ خود ابو جندل نے بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ میری حالت کو دیکھتے ہیں۔ کیا آپ اس بات کو گوارا کریں گے کہ پھر مجھے ان ظالموں کے سپرد کر دیں تا کہ وہ پہلے سے زیادہ مجھ پر ظلم توڑیں؟

حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے باوجود اس کے کہ ابھی معاہدہ پر دستخط نہیں ہوئے تھے، باوجود اس کے کہ ایک مسلمان انتہائی مظلومی کے عالم میں آپ کے سامنے پڑا تڑپ رہا تھا، باوجود اس کے کہ آپ کچھ زیادہ زور ڈال کر زبردستی بھی اس کو اپنے ساتھ لے جا سکتے تھے یہی فرمایا کہ:-

"خدا کے رسول معاہدے نہیں توڑا کرتے۔ ابو جندل! ہم معاہدہ کر چکے ہیں تم اب صبر سے کام لو خدا تعالیٰ تمہارے لئے خود ہی کچھ سامان کر دے گا۔"

حضرات: صلح حدیبیہ کی شرط کے مطابق جب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اگلے سال یعنی ۷ھ ہجری میں دو ہزار صحابہ کے ساتھ مکہ تشریف لائے اور ارکانِ عمرہ سے فارغ ہو کر امّ المومنین حضرت میمونہ کے ساتھ نکاح کیا تو چوتھے روز مشرکین کا ایک وفد آپؐ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ تین روز ہو گئے ہیں اس لئے آپ مکہ سے واپس چلے جائیں آپ نے فرمایا اگر تم اجازت دو تو میں یہاں دعوتِ ولیمہ دوں اور مکہ والوں کو بھی کھلاؤں مگر انہوں نے کہا کہ ہمیں دعوت کی ضرورت نہیں آپ عہد کی پابندی کریں۔ چنانچہ آپؐ نے فوراً کوچ کے اعلان کا حکم دیا۔ اور مکہ سے نکل کر وادی سرِف میں قیام فرمایا حالانکہ ایک آدھ دن کی تاخیر سے کسی کا کچھ نقصان نہیں تھا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گوارا نہ فرمایا کہ کسی بھی پہلو سے معاہدہ کی پابندی میں کچھ فرق آئے۔

اہلِ نجران (یمن) سے معاہدہ

رَحمۃٌ لِّلعَالَمِین حضرت سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلّم نجران (یمن) کے خراج گزار اور مفتوح عیسائیوں کے ساتھ ۱۰ھ ہجری میں ان الفاظ میں معاہدہ فرماتے ہیں کہ:-

"نجران اور اس کے گرد و نواح کے لوگوں کو خدا کی حفاظت اور محمد رسول اللہ کی ذمہ داری حاصل ہو گی ان کی جان اور مذہب اور ملک اور اموال کے متعلق تمام موجودہ اور غیر موجودہ اشخاص اور ان کے قافلے اور لشکر وغیرہ اس ذمہ داری میں شامل ہوں گے۔ ان کی موجودہ حالت تبدیل نہ کی جائے گی اور نہ ان کے حقوق میں سے کوئی حق بدلا جائے گا۔ اسی طرح کوئی بشپ (پادری) اپنے عہدے سے اور راہب اپنی رہبانیت سے اور افسر گرجا اپنی افسری سے جو بھی ان کے اختیارات میں ان سے علیحدہ نہیں کیا جائے گا۔"

(فتوح البلدان بلاذری صفحہ ۷۲)

غور کیجئے! آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ معاہدہ بحیثیت شہنشاہ کے فرمایا ایک غیر مسلم قوم کے ساتھ فرمایا اور ایک فاتح ہوتے ہوئے مفتوح قوم سے فرمایا جب کہ تاریخ میں اس قسم کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں کہ عموماً مغلوب قوم پر وہ ظلم ڈھائے جاتے ہیں کہ انسانیت بھی لرز اٹھتی ہے۔ دلّی کا چپہ چپہ آج بھی اس وحشت و بربریت پر ماتم کناں ہے جو ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد انگریزوں کے ذریعہ ہندوستانیوں کے قتلِ عام کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ اور آج کی متمدن دنیا کے ماتھے پر اہلِ ویت نام کے سفاکانہ قتل اور ان کی تباہی و بربادی کی لرزہ خیز داستانِ الم کا بدنما داغ ہمیں نمایاں نظر آ رہا ہے ـــ لیکن قربان جائیے اس شہنشاہِ دوجہاں رسولِ عربی صلے اللہ علیہ وسلّم کے کہ غیر مسلموں پر غلبہ حاصل کر لینے کے بعد ان سے معاہدہ طے کیا اور اس معاہدہ کو اس عمدگی سے نبھایا کہ ان کی فلاح و بہبود کا پورا خیال رکھا۔ ان کے حقوق کا خیال رکھا اور ان کی آزادی و حریت اور مذہب کا خیال رکھا ؎

ہیچ محبوبے نماند ہمچو یارِ دلبرم
مہر و مہ را نیست قدرے در دیارِ دلبرم

سامعینِ کرام! آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلم نے ایک با اختیار بادشاہ ہونے کی حیثیت میں نہ صرف اہلِ نجران ہی سے اس قسم کا معاہدہ فرمایا تھا بلکہ تاریخ میں اس قسم کے کئی واقعات ہمیں نظر آتے ہیں جبکہ آپؐ نے اپنے مفتوحین اور مغلوب قوموں سے امن کے معاہدے فرمائے ہیں مثلاً مقامِ اَیلہ کے حاکم سے، مقامِ جرباء اور مقامِ اُذرح کے باشندوں سے۔ بنی جُنیبہ اور اہلِ مقنا سے۔ اسی طرح دومۃ الجندل کے حاکم اُکیدر بن عبد الملک سے اور ان سب سے اپنے معاہدات کو اس شاندار طریق پر نبھایا ہے کہ تاریخِ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

ایک اور واقعہ

آپؐ کو ایفائے عہد کا اس قدر خیال تھا کہ ایک دفعہ ایک حکومت کا ایلچی آپ کے پاس کوئی پیغام لے کر آیا۔ اور آپؐ کی صحبت میں کچھ دن رہ کر اسلام کی سچائی کا قائل ہو گیا۔ اور اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں تو دل سے مسلمان ہو چکا ہوں۔ میں اپنے اسلام کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا یہ مناسب نہیں۔ تم اپنی حکومت کی طرف سے ایک امتیازی عہدہ پر مقرر ہو کر آئے ہو۔ اسی حالت میں واپس جاؤ اور وہاں جا کر اگر تمہارے دل میں اسلام کی محبت پھر بھی قائم رہے تو دوبارہ آ کر اسلام قبول کرو

(ابو داؤد۔ باب الوفاء بالعہد)

مسلمانوں کا طرزِ عمل

پس آنحضرت صلے اللہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ اپنا ہر عہد و معاہدہ کمال وفاداری و دیانت سے نبھایا بلکہ یہ آپؐ کی قوتِ قدسیہ اور عملی تعلیم کا اثر ہے کہ آپؐ کے متبعین میں بھی یہ خلق اس قدر راسخ ہوا کہ ایک مسلمان کا قول و قرار اور وعدہ پتھر کی لکیر سمجھا جاتا تھا۔ تاریخِ اسلام اس قسم کے سنہری واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ یہاں بطور مثال صرف ایک واقعہ پیش کرتا ہوں کہ ایک دفعہ مسلمانوں نے ایک قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا کہ مجاہدینِ اسلام میں سے ایک غلام نے اہلِ قلعہ کے ساتھ وعدہ کیا کہ انہیں امان دی جائے گی۔ اور چونکہ اس کا کوئی خاص موقع نہ تھا اس لئے عام طور پر مسلمانوں نے اس وعدہ کی پابندی سے انکار کر دیا لیکن محصورین نے کہا کہ ہمیں اس کا کیا علم کہ وعدہ کرنے والا غلام ہے یا آزاد۔ ہم سے جو وعدہ ہوا ہے وہ بہر حال پورا ہونا چاہیئے۔ آخر یہ معاملہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے فرمایا کہ

"مسلمان غلام کا وعدہ بھی مسلمان قوم کا وعدہ ہے جس کی پابندی لازم ہے"

(فتوح البلدان۔ بلاذری صفحہ ۲۹۸)

ضرورتِ عمل

حقیقت یہ ہے کہ حضرت سرورِ کائنات فخرِ موجودات نبی عربی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلّم نے معاہدات کی پابندی میں وہ بے مثال اور لازوال اُسوۂ حسنہ پیش فرمایا ہے کہ اگر آج کی متمدن اور مہذب دنیا اس مثالی نمونہ کو اپنانے کی کوشش کرے تو آج دنیا کے پیچیدہ نظر آنے والے تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں اور دنیا امن و امان کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ جارج برنارڈ شا نے کیا ہی خوب لکھا ہے کہ:-

It must be called the saviour of humanity that if a man like him were to assume the dictatorship of modern world, he would succeed in solving its problems in a way that would bring it the much needed peace and happiness

یعنی محمدؐ کو انسانیت کا نجات دہندہ کہنا چاہیئے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر اس جیسے شخص کو اس زمانہ میں متمدن دنیا کی ڈکٹیٹر شپ سونپی جائے تو وہ اس کی بہت سی مشکلات کو ایسے طریق سے حل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا جو اسے امن و شادمانی دے سکے گا"

ہدیۂ عقیدت

آخر میں مَیں دنیا کے سب سے بڑے عاشقِ رسول اللہ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں حضرت سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کر کے اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ حضورؑ فرماتے ہیں:-

"میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کو الگ کیا جاتا اور کُل نبی جو اس وقت تک گزر چکے تھے سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کی، ہرگز نہ کر سکتے۔ اُن میں وہ دل وہ قوت نہ تھی جو ہمارے نبیؐ کو ملی تھی۔ اگر کوئی کہے کہ یہ نبیوں کی معاذ اللہ سوء ادبی ہے تو وہ نادان مجھ پر افتراء کرے گا میں نبیوں کی عزت اور حرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں لیکن نبی کریمؐ کی فضیلت کُل انبیاء پر میرے ایمان کا جزوِ اعظم ہے اور میرے رگ و ریشہ میں ملی ہوئی بات ہے۔ یہ میرے اختیار میں نہیں کہ اس کو نکال دوں۔ بدنصیب اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کہے۔ ہمارے نبی کریم صلّے اللہ علیہ وسلّم نے وہ کام کیا ہے جو نہ الگ الگ اور نہ مل مل کر کسی سے ہو سکتا تھا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۷۴)

؎

مصطفےٰ بود گنجِ پُر گوہر
صد درودِ خدا بر آں سرور

(بحوالہ الفضل ۹ر اپریل ۱۹۶۷ء)

درخواستہائے دعاء

۱۔ خاکسار اپنی بچی کے رشتہ کے سلسلہ میں غیر از جماعت رشتہ داروں کی ریشہ دوانیوں کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ مخالفین کے شر سے محفوظ رہنے اور اس رشتہ میں کامیابی کے لئے احباب دعا کریں

خاکسار غلام محمد خان۔ شوپیاں

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میرے بیٹے عزیز شیخ جلال الدین کو فرزند عطا فرمایا ہے عزیز نومولود کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے

خاکسار شیخ شمس الدین۔ بھدرک اڑیسہ

درخواست دعاء مکرم الحاج مسعود احمد صاحب خورشید کراچی جو گزشتہ دنوں حادثہ کا شکار ہو گئے تھے، کی ٹانگ میں ابھی تک ورم ہے۔ ڈاکٹر نے دوبارہ ۱۵ یوم کے بعد معائنہ کے لئے بلایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ خاکسار فضل الٰہی خادم درویش قادیان

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

غیروں کے ساتھ حسنِ سلوک کے متعلق آپ کی سیرت کے بعض پہلو

تقریر جلسہ سالانہ مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

جناب صدر وسامعین کرام!

قرآن کریم کی ان آیات بیّنات میں ایک عظیم الشان پیشگوئی بیان کی گئی ہے جو تیرہ سو سال کے بعد دورِ حاضرہ میں پوری ہو رہی ہے۔ بتایا یہ گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان امی اور اَن پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم الشان رسول مبعوث فرمایا ہے جو ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھتا ہے۔ ان کا تزکیۂ نفس کرتا ہے ان کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ جبکہ یہ اس سے قبل کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

دنیا اس حقیقت سے واقف و آگاہ ہے کہ سید الاولین والآخرین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عرب کے وحشی نما انسانوں میں مبعوث ہو کر ان کی وہ کایا پلٹ کی کہ وہ حیوانوں سے با اخلاق انسان اور انسانوں سے باخدا اور خدا نما انسان بن گئے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے دنیا پر چھا گئے۔ نہ صرف چھا گئے بلکہ ان ضلالت اور گمراہی میں ڈوبے ہوئے لوگوں نے اپنے اندر وہ نیک تبدیلی پیدا کی کہ علم و حکمت کے دریا بہا دئے اور دنیا کے معلّم اور استاد کہلائے

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے بعد پھر ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جب بروزِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا جائے گا۔ وہ بعثت امی اور اَن پڑھ لوگوں میں نہیں ہوگی۔ بلکہ اس وقت مادی اور ظاہری علم و حکمت اور سائنس کے اعتبار سے انسان چاند اور ستاروں کو چھو رہا ہوگا اور جس نسبت سے اس زمانہ میں مادہ پرستی اور سائنس اپنے پورے جوبن اور مقام عروج پر ہوگی۔ اسی نسبت سے ایمان و روحانیت اور اخلاقی اقدار کے اعتبار سے انسان قعرِ مذلت میں جا گرے گا۔ تب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بروزی طور پر فارسی الاصل کے روپ میں مبعوث ہونگے اور ثریا سے ایمان و انسانیت کو لا کر پھر سے قائم کر دیں گے اور وہ عزیز خدا پھر انہیں اپنے مقصد میں کامیاب اور غالب کرے گا اور یہ غلبہ مادی اور سیاسی ہتھکنڈوں کا محتاج نہیں ہوگا بلکہ وہ حکیم خدا بروزِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے حقائق و معارف کے دریا بہا دے گا اور پھر سے دنیا میں انسانیت کا دور دورہ ہوگا۔ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

میرے دوستو! وہ بروزِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اسی مقدس بستی قادیان دارالامان میں پیدا ہوئے اور پروان چڑھے۔ آپؑ کا نام نامی واسم گرامی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور جہاں قرآن کریم کی یہ عظیم الشان پیشگوئی پوری ہو رہی ہے وہاں آج انسانی فطرت بھی پکار اٹھی ہے کہ آج محمد صلے اللہ علیہ وسلم جیسے انسان کی ڈکٹیٹرشپ ہی اس بھٹکتی ہوئی انسانیت کو بچا سکتی ہے۔ دورِ حاضرہ کے عظیم مفکر جارج برنارڈ شا فرماتے ہیں:—

He must be called the saviour of humanity. I believe if a man like him were to assume dic-tatorship of the modern world, he would suc-ceed solving its problems In a way that would bring in the much needed peace and hapiness.

یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو انسانیت کا نجات دہندہ کہنا چاہیئے۔ میرا یقین ہے کہ اگر موجودہ زمانہ میں محمدؐ جیسا انسان دنیا کا ڈکٹیٹر یا آمر بنا دیا جائے تو وہ ہمارے زمانہ کی مشکلات کا ایسا حل تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائے گا جس کے نتیجہ میں حقیقی مسرت اور امن حاصل ہو جائے۔

احباب کرام! سید الاولین والآخرین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے یہی وہ بروزِ کامل ہیں جن کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے دورِ حاضرہ کی روحانی ڈکٹیٹرشپ دی ہے۔ اور جس کی مقدس سیرت کے صرف وہ پہلو مجھے بیان کرنا ہیں جو غیروں کے ساتھ حسنِ سلوک سے متعلق ہیں۔

سب سے پہلے اس بات کو سمجھنا ضروری ہے کہ دورِ حاضرہ میں لوگ بالعموم غیروں کے ساتھ کس قسم کا برتاؤ کرنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ آج دنیا کی سیاسی، اقتصادی اور تہذیبی باگ جن اقوام کے ہاتھ میں ہے ان اقوام کا عظیم نظریہ ہی یہ ہے کہ

Devide and rule

یعنی غیروں میں اختلاف پیدا کرو۔ غیروں کو تقسیم کرتے چلے جاؤ اور اپنی قابلیت اور رعب اور دبدبہ کا سکّہ غیروں کے دلوں پر بٹھاتے چلے جاؤ۔ اور اپنی حکومتوں کو وسیع سے وسیع تر کرتے چلے جاؤ۔ آج اسی نظریہ کی بدولت ہندو، سکھ، مسلمان، عیسائی، گورے اور کالے کے قلوب میں منافرت کا بے پناہ جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔ نہ صرف منافرت کا جذبہ پیدا ہوا ہے بلکہ اس کا اثر قلوب سے نکل کر سطح زمین پر بھی پڑا ہے اور زمین بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی ہے۔ اسی تیغ منافرت سے ہندوستان کے ٹکڑے ہوئے جرمنی اور انڈونیشیا کے ٹکڑے ہوئے۔ فلسطین اور شام کے ٹکڑے ہوئے۔ نہ صرف زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی ہے بلکہ جہاں کروڑوں انسانوں کی جان مال اور عزت کو ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا اور کیا جا رہا ہے۔ وہاں انسانی قدروں کو بھی پاش پاش کیا جا رہا ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ آج تمام دنیا کو یاجوج ماجوج نے دنیا کو دو حصوں میں بانٹ کر رکھ دیا ہے۔ کیونکہ معاملات کو سچائی، انصاف، انسانی ہمدردی اور دیانتداری کی اعلےٰ اخلاقی قدروں کو ملحوظ رکھ کر سلجھایا نہیں جاتا بلکہ

”تقسیم کرو اور حکومت کرو“

کے جراثیم چھوڑ کر طاقت واکثریت کے بل پر جابرانہ ہتھیاروں سے لیس ہو کر معاملات کو سلجھانے کی کوشش کی جاتی ہے

”النَّاسُ عَلٰی دِینِ مُلُوکِهِم“ لوگ اپنے حکمرانوں کے طور وطریق اختیار کیا کرتے ہیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ہر ملک و علاقہ۔ ہر شہر اور قصبہ۔ ہر گاؤں اور کنبہ ڈیوائڈ اینڈ رول کے اثر سے متاثر ہوا ہے۔ اختلاف و تصادم اور منافرت کی ایک بے پناہ رَو ہر طبقہ وخیال کے لوگوں میں چل پڑی ہے۔ اور اوپر سے لے کر نیچے تک بدامنی ہی بدامنی، منافرت ہی منافرت دکھائی دیتی ہے۔ اس کے باوجود یاجوج ماجوج کے سرِ فہرست یہی نعرے ہیں کہ امن امن۔ شانتی شانتی Peace Peace۔ اور جب سے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم ایجاد ہو گئے ہیں انہوں نے دنیا کو اور زیادہ امن کے قریب کر دیا ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ ہم دنیا میں امن قائم کر کے ہی رہیں گے۔ اگر ہمیں اس میں کامیابی حاصل نہ ہوئی تو ایٹم بم اور ہائیڈروجن بموں سے ڈرا دھمکا کر ہم امن قائم کر دیں گے۔ اس میں بھی ناکامی ہوئی تو یہ ہلاکت آفریں بم استعمال کر کے ہم ہیروشیما اور ناگاساکی کی طرح مکمل امن قائم کر دیں گے ؎

مریضِ عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

آج ان مادہ پرستوں کی مثال بالکل ”نیم حکیم خطرۂ جان“ کی ضرب المثل سے مطابقت رکھتی ہے۔ کہتے ہیں ایک حکیم صاحب کا گزر ایک قبرستان کے پاس سے ہوا حکیم صاحب نے اپنے چہرہ پر کپڑا ڈال لیا۔ لوگوں نے پوچھا حکیم صاحب! یہ کیا بات ہے۔ فرمایا کہ مجھے ان مردوں سے شرم محسوس ہو رہی ہے کیونکہ ان میں سے اکثر لوگ میرے کارہائے نمایاں کی وجہ سے اس مقام تک پہنچے ہیں

ایک طرف ڈیوائڈ اینڈ رول کی شکار یہ دنیا ہمارے سامنے ہے جو روحانی اعتبار سے اپنے مُردہ ہونے کا اعلان کر رہی ہے۔ اور دوسری جانب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس سیرت ہے۔ اور بروزِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا کامل نمونہ ہے جسے اس حیثیت کے ساتھ دنیا میں پیش کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو دورِ حاضرہ کی روحانی ڈکٹیٹرشپ عطا فرمائی ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے الفاظ حَکَم وعدل اس پر شاہد ناطق ہیں۔ البتہ مادی اور روحانی ڈکٹیٹر کے مابین زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے مادی ڈکٹیٹر کے اپنے الفاظ ہی قانون کا حکم رکھتے ہیں۔ لیکن روحانی ڈکٹیٹر یعنی اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام اور خلفائے عظام کا فیصلہ جہاں روحانی دنیا میں آخری فیصلہ ہوتا ہے وہاں یہ برگزیدہ گروہ قانون شریعت کے ماتحت بھی ہوتا ہے۔

بہرحال سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کا یہ پہلو بھی سیدنا ومولانا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ظلیت میں بے نظیر اور اسی رنگ میں رنگین اور اسی چمک دمک کی تجدید کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے حضور فرماتے ہیں:—

”میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے ایک والدہ مہربان اپنے بچوں سے کرتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف

ان باطل عقاید کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول ہے۔"

(اربعین ۳ ص ۲)

حضور کی اس تحریر سے ظاہر ہے کہ آپ انسانوں میں تفرقہ ڈالنے کے قائل نہ تھے بلکہ انسان اور بدی کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا ہے۔ آپ کو بد آدمی سے نہیں بلکہ بدی سے نفرت تھی۔

میرے دوستو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صرف اس مقدس اصول کا اعلان ہی نہیں فرمایا بلکہ زندگی کے ہر موڑ پر عمل و کردار اور اپنی مقدس سیرت سے اس کا ثبوت بھی دیا ہے اور صرف ثبوت ہی نہیں دیا بلکہ اخبارات اور کتب میں یہ سیرت منضبطِ تحریر میں بھی آگئی ہے اور صرف منضبطِ تحریر میں ہی نہیں آئی بلکہ ایک مضبوط اور بنیان مرصوص جماعت اس سیرت کا مظاہرہ بھی کر رہی ہے۔ اور صرف مظاہرہ ہی نہیں کر رہی بلکہ زمین کے کونے کونے میں اس مقدس سیرت کو اختیار کرنے کی دعوت دے رہی ہے۔ اور صرف دعوت ہی نہیں دے رہی بلکہ اس دعوت پر لوگ لبیک بھی کہہ رہے ہیں اور صرف لبیک ہی نہیں کہہ رہے بلکہ الٰہی وعدوں کے مطابق بالآخر یہ مقدس سیرت اس مادہ پرستی اور ڈیوائڈ اینڈ رول کے عفریت کو پاش پاش کر کے رکھ دے گی۔ زمین و آسمان اپنی جگہ سے ٹل سکتے ہیں لیکن خدا کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں ہے۔ ؎

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

مولوی محمد حسین بٹالوی

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جب دہلی سے علوم تعلیم حاصل کر کے اہلِ حدیث فرقہ کے اعتقادات کے ساتھ بٹالہ پہنچے تو اس وقت اہلِ حدیث فرقہ کے خلاف مسلمانوں میں بہت اشتعال پایا جاتا تھا۔ بعض اوقات مسجد میں اگر معلوم ہو جاتا کہ فلاں آدمی اہلحدیث فرقہ سے تعلق رکھتا ہے تو مسجد میں ہی اسے مارا پیٹا جاتا تھا اور [illegible] لوگ اس قدر سیخ پا ہو[illegible] نے لگتے کہ جب تک مسجد کے فرش کا وہ حصہ [illegible] نہ دھو دیا جائے جس پر اہلحدیث نے نماز پڑھی ہو [illegible] نماز ادا کرنا بھی گناہ سمجھتے تھے۔

[illegible]ی محمد حسین صاحب جب اہلحدیث عالم [illegible] بٹالہ میں [illegible] ہوئے تو ان کے خلاف بھی [illegible] اشتعال پایا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک شخص [illegible] کے ارادہ سے حضرت اقدس مسیح موعود [illegible] کو مولوی صاحب [illegible] مکان [illegible] ایک ہجوم مباحثہ [illegible] کے لئے بیتاب تھا۔ حضور نے مولوی صاحب کو فرمایا کہ آپ کا دعویٰ کیا ہے۔ مولوی صاحب نے جواباً کہا کہ میرا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن مجید سب سے مقدم ہے۔ اس کے بعد اقوالِ رسول کا درجہ ہے اور میرے نزدیک کتاب اللہ اور حدیثِ رسول اللہ کے مقابل پر کسی انسان کی بات قابلِ حجت نہیں ہے۔ یہ سن کر حضور نے بے ساختہ فرمایا کہ آپ کا یہ اعتقاد معقول اور ناقابلِ اعتراض ہے۔ لہٰذا میں آپ کے ساتھ بحث کی ضرورت نہیں سمجھتا۔

یہ فرمانا تھا کہ لوگوں نے دیوانہ وار شور مچا دیا کہ ہار گئے ہار گئے۔ جو شخص ساتھ لے کر گیا تھا وہ بھی سخت غصہ میں آگیا اور کہا کہ آپ نے ہمیں ذلیل و رسوا کیا ہے۔ مگر آپ ایک کوہِ وقار تھے اور لوگوں کے شور و ملامت کی کچھ بھی پرواہ نہ تھی۔ اور محض اللہ تعالیٰ کی خاطر صداقت و انصاف کو مقدم رکھتے ہوئے بحث ترک کر دی اور دنیا کی ملامت کی کچھ پرواہ نہ کی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو حضور کا یہ فعل اس قدر پسند آیا کہ اسی روز سے سلسلۂ وحی و الہامات شروع ہو گیا۔ اور حضور کو پہلا الہام اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ہوا کہ

"تیرا خدا تیرے اس فعل سے بہت خوش ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دیگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

جماعتِ کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کا یہ پہلو کتنی بڑی عظمت رکھتا ہے کہ اگر مدِمقابل حق بات کہہ رہا ہے تو عین میدانِ مباحثہ میں اس کی بات کو تسلیم کر لیا جاتا ہے اور نہایت خندہ پیشانی سے ترکِ بحث کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ اور محض حق بات کی خاطر دنیا کی ساری ملامتوں کو برداشت کر لیا جاتا ہے۔ حضور کا یہ نمونہ اپنی نظیر آپ ہے۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کا وہ عظیم سلوک کہ آج اس الہامِ الٰہی کا ایک ایک لفظ پورا ہو رہا ہے۔ آج زمین کے کونے کونے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نامور خدام موجود ہیں جو ہر شعبۂ زندگی میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں اور مسٹر احمد سنگھاٹے گورنر جنرل آف گیمبیا کا وجود بھی اس پر شاہدِ ناطق ہے کہ اس چھوٹی سی بستی سے بلند ہونے والی آواز صدائے بصحرا نہیں ہو گئی بلکہ حقیقت و تجسم اختیار کر گئی ہے اور زمین کے کونے کونے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکات پھیل گئی ہیں اور پھیلتی جا رہی ہیں۔

ڈاکٹر مارٹن کلارک

میرے دوستو! ڈاکٹر مارٹن کلارک جو لاہور کے ایک مشہور پادری تھے انہوں نے دوسرے پادریوں سے مل کر ۱۸۹۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اقدامِ قتل کا ایک جھوٹا مقدمہ کھڑا کر دیا۔ ایک تو انگریزوں عیسائیوں کی حکومت ہی اس وقت تھی۔ دوسرے مقدمہ پادریوں کی طرف سے کھڑا کیا گیا تھا اور بڑا سنگین مقدمہ تھا۔ فوراً حضور کے لئے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے عجیب و غریب تصرفات میں سے یہ واقعہ ہوا کہ وارنٹ کے کاغذات ہی دفتروں میں کہیں غائب ہو گئے۔ اگرچہ اس مقدمہ کو بڑے صیغۂ راز میں رکھا گیا تھا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام کو پتہ چل گیا کہ پادریوں نے حضور کے خلاف کوئی سنگین مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا تو حضور نے کچھ بھی پریشانی کا اظہار نہیں فرمایا۔ بلکہ ہشاش بشاش ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پہلے بتا چکا ہے۔ ہم تو اس کی تائید و نصرت کے انتظار میں ہی تھے۔ اس لئے ہم اس آغاز پر خوش ہیں اور اس کے انجام بخیر ہونے کے متعلق یقین رکھتے ہیں۔ ہمارے دوستوں کو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ پھر ذکر آیا کہ عیسائیوں کے ساتھ آریہ بھی مل گئے ہیں۔ اور ایک آریہ وکیل رام بھجدت نے مفت اپنی خدمات پیش کر دی تھیں۔ اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی پادریوں سے مل گئے ہیں۔ اس پر فرمایا ہمارے ساتھ خدا ہے جو اُن کے ساتھ نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم کو اطلاع دی ہے اور ہم اس پر یقین رکھتے ہیں کہ وہی ہوگا۔ اگر ساری دنیا بھی اس مقدمہ میں ہمارے خلاف ہو تو مجھے اس کی ذرا بھی پرواہ نہیں اور اللہ تعالیٰ کی بشارت کے بعد اس کا وہم کرنا بھی گناہ سمجھتا ہوں۔ بہرحال وارنٹ گرفتاری کے تو کاغذات ہی کہیں غائب ہو گئے اور ویسے وہ کارروائی بھی غیر قانونی تھی۔ البتہ اس کے بعد گورداسپور سے سمن پیشی جاری ہوئے اور حضور کی پہلی پیشی بٹالہ میں ہوئی۔ سب قوموں کے لیڈروں نے مل کر کوشش کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اقدامِ قتل کا الزام ثابت ہو جائے۔ حضور کا دعویٰ چونکہ مثیلِ مسیح ہونے کا تھا۔ اس مقدمہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعۂ صلیب میں بہت سی مشابہتیں پائی جاتی ہیں۔ حضور نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ؎

پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار

یہ حملہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جان پر حملہ تھا۔ جس میں پادریوں کے ساتھ آریوں اور مسلمانوں کے لیڈر بھی مل گئے تھے۔ اور حکومت بھی عیسائیوں کی ہی تھی۔ اس کے باوجود حضور نے ایسے موقع پر بھی بے نظیر حسنِ عملی نمونہ پیش کیا۔ اوّل اس مقدمہ میں حضور کے ایک وکیل غیر احمدی تھے۔ انہوں نے ایک عدالتی بیان تیار کیا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے پیش کرنا تھا۔ حضور نے اسے پڑھ کر فرمایا کہ اس میں تو جھوٹ باتیں بھی ہیں۔ وکیل صاحب کا اپنا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ قانون اس کی اجازت دیتا ہے کہ جو چاہو عدالت میں بیان دو۔ حضور نے فرمایا اوّل تو قانون کا منشاء وہ نہیں ہے جو آپ سمجھتے ہیں۔ اور پھر یہ تو خدا تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی ہے قانون اجازت دیتا بھی ہو تو بھی خدا تعالیٰ تو اجازت نہیں دیتا۔ حضور نے فرمایا کہ میں خود بیان لکھواتا ہوں وہی پیش کرو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس میں کامیابی بھی ہوئی۔

گویا حضور نے اس سنگین اور اقدامِ قتل کے مقدمہ میں بھی جبکہ مقدمہ کی بنیاد ہی جھوٹ پر تھی صداقت کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ گویا اگر کوئی شخص حضور پر جھوٹ اور ظلم کے ہتھیار بھی چلاتا تھا تو اس کا مقابلہ ضرور کرتے تھے لیکن جہاں تک صداقت اجازت دیتی ہے اسی حد تک مقابلہ ہوتا تھا۔

دوسرا امر یہ ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو حضور کے بدترین مخالف تھے انہوں نے بھی حضور کے خلاف گواہی دی اور وہ سب الزامات حضور پر لگائے جو کسی انسان پر لگائے جا سکتے ہیں۔ اور پوری کوشش کی کہ حضور اقدامِ قتل کے مجرم قرار پا جائیں۔ جب ان کی گواہی ختم ہو گئی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مولوی صاحب کی گواہی پر جرح کرنے کا موقع دیا گیا۔ حضور کے وہی غیر احمدی وکیل کھڑے ہوئے اور مولوی صاحب پر جرح شروع کر دی۔ کیپٹن ڈگلس جو ایک انگریز ڈپٹی کمشنر تھا اور جس کی عدالت میں یہ مقدمہ پیش تھا اس کے ریڈر ایک غیر احمدی مسلمان تھے ان کا بیان ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے وکیل نے جرح کے دوران مولوی محمد حسین صاحب پر ایک ایسا سوال کیا کہ جس کی وجہ سے مولوی صاحب کی شرافت اور کیرکٹر پر سخت دھبہ آتا تھا۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنی کرسی سے اُٹھ کر اپنے وکیل کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا کہ اس قسم کا سوال کرنے کی ہماری طرف سے نہ تو ہدایت ہے اور نہ اجازت۔ چنانچہ وہ سوال چھوڑ دیا گیا۔

اس واقعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ سیرت کا یہ پہلو روشن ہوتا ہے کہ اگر کوئی جانی دشمن بھی آپ کا ہو۔ اگر اس کی عزت و شرافت کے خلاف کوئی بات معلوم بھی ہو تو اس کا بر سرِ عام اعلان فرمانا مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ گویا مولوی محمد حسین صاحب تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پھانسی کے تختہ پر لٹکانے کے لئے اپنے سارے ناجائز ذرائع استعمال کر رہے ہیں لیکن اس موقع پر بھی آپ نے ناپسند فرمایا کہ حضور کا وکیل مولوی محمد حسین صاحب کی شرافت پر دھبہ لگانے والا سوال کرے

باقی آئندہ

رپورٹ جلسہ یوم مصلحِ موعود رضی اللہ عنہ بقیہ صفحہ اوّل

رکھتے ہوئے بتایا کہ سیدنا المصلح الموعود کو بچپن ہی سے خدا تعالیٰ سے بہت زیادہ عشق تھا۔ چنانچہ بتایا جاتا ہے کہ ابھی سیدنا المصلح الموعود کی عمر گیارہ سال ہی کی تھی کہ ایک دن آپؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حلہ مبارک زیب تن فرمایا اور اپنے کمرے کا دروازہ بند کر کے نہایت درجہ تضرع اور عاجزی کے ساتھ خدا تعالیٰ سے دعائیں کیں۔ سیدنا مصلح موعودؓ کے خدمتِ دین کے جذبہ کو بیان کرتے ہوئے فاضل مقرر نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر حضرت مصلح موعودؓ نے آپؑ کے سرہانے کھڑے ہو کر بڑے عزم کے ساتھ فرمایا کہ چاہیے ساری دنیا آپ کی مخالف ہو جائے لیکن خدا تعالیٰ نے جس مشن کے ساتھ آپؑ کو دنیا میں بھیجا ہے میں اسے اکنافِ عالم میں پہنچاؤں گا۔ اسی طرح مقرر موصوف نے حضرت مصلح موعودؓ کی اولوالعزمی۔ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق۔ آپؓ کی اپنی جماعت سے محبت اور جماعت کی فدائیت وغیرہ دیگر نمایاں اور درخشندہ پہلوؤں پر بھی روشنی ڈال کر اپنی تقریر کو ختم کیا۔

وہ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائیگا

ازاں بعد محترم چوہدری مبارک علی صاحب فاضل ناظر بیت المال (آمد) نے مذکورہ بالا عنوان پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ رُوحانی جماعت وہ درخت ہے جسے خدا تعالیٰ اپنے ہاتھوں سے لگاتا ہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی دنیا کی کوئی طاقت اسے فنا نہیں کر سکتی۔ واقعات شاہد ہیں کہ خدا تعالیٰ کی نصرت و تائیدات کا اظہار المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس رنگ میں بھی ہوا۔ موصوف نے بتایا کہ جب حضور نے دعویٰ مصلح موعود فرمایا تو بعض جھوٹے مدعیانِ مصلح موعود بھی کھڑے ہو گئے۔ مگر خدا تعالیٰ نے انہیں ان کے افتراء کی وجہ سے تباہ و برباد کر دیا۔ جبکہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ ہر آن اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کارفرما رہی۔ موصوف نے بتایا کہ حضرت المصلح الموعودؓ نے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی ایک منتشر جماعت کو پھر سے منظم کیا۔ بکھرے ہوئے موتیوں کو ایک لڑی میں پرو دیا۔ اور ایک جدید مرکز کی بنیاد رکھی۔ اور یہ تمام حقائق ثبوت ہیں اس بات کا کہ ہر آن اللہ تعالیٰ کی غیبی تائیدات آپ کے شاملِ حال رہیں۔ خدا تعالیٰ نے سیدنا مصلح موعود کو آپ ہی کی قوت قدسی کے نتیجہ میں ایسے بیشمار فدائی عطا کئے جو آج بھی خدمتِ دین کی غرض سے تمام قسم کی قربانیاں دینے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ یہ آپ کی صداقت کی زبردست دلیل ہے اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اس کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم مبلغ سلسلہ عالیہ نے نہایت خوش الحانی کے ساتھ نظم پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں تیسری اور آخری تقریر

حضرت مصلح موعودؓ کی اسمٰعیلی حیثیت

کے زیرِ عنوان استاذی المکرم مولانا محمد حفیظ صاحب فاضل ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ نے کی۔ سورہ مریم کی چند آیات کی تلاوت کے بعد آپ نے فرمایا کہ یوم مصلح موعود اور عید الاضحیہ ہر دو تقریبات کے قریب تر ہونے کی وجہ سے میرے دماغ میں یہ تحریک ہوئی کہ احباب کے سامنے آج سیدنا المصلح الموعودؓ کی اسمٰعیلی حیثیت کو واضح کروں۔ محترم مولوی صاحب نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں کے نتیجہ میں تولد ہوئے تھے اسی طرح مصلح موعودؓ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دُعاؤں کے نتیجہ میں پیدا ہوئے۔ اور جس طرح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں مکہ کو توحید کا مرکز بنایا ٹھیک اسی طرح حضرت المصلح الموعودؓ نے بھی بے سروسامانی کی حالت میں ربوہ میں ایک توحید کا مرکز بنا دیا۔ آپ نے بتایا کہ یہ وہ مشابہتیں ہیں جو کہ سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کی اسمٰعیلی پوزیشن کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔ محترم مولوی صاحب نے بتایا کہ احمدیت کا وہ پودا جس کے متعلق مخالفین کا یہ عام خیال تھا کہ یہ نیست و نابود ہو جائے گا آج وہی پودا حضرت مصلح موعودؓ کی ۵۲ سالہ بے مثال قیادت کے نتیجہ میں تناور درخت کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ آپ نے اپنی تقریر کے آخر میں رُوحانی زندگی میں انقلاب پیدا کرنے اور اُسوہ اسمٰعیلی اختیار کرنے کی طرف نہایت ہی مؤثر رنگ میں توجہ دلائی۔

آخر میں صدر محترم نے دُعا کرائی اور اس طرح یہ اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ ٭

تحریکِ جدید کا مالی جہاد اور احمدی خواتین کا فرض

۱۔ تحریک جدید صرف مردوں کے لئے نہیں بلکہ عورتوں کا بھی اس میں بہت بھاری حصہ ہے۔ گھر میں انتظام عورت کے سپرد ہوتا ہے۔ اگر وہ کفایت شعاری اختیار نہ کرے گی۔ سادگی کو اپنا شعار نہ بنائے گی۔ اِسراف سے نہ بچے گی۔ لغویات سے اپنے آپ کو اور اولاد کو نہ بچائے گی تو نہ وہ خود اشاعتِ اسلام میں کماحقہ حصہ لے سکے گی اور نہ اس کا خاوند۔

۲۔ جو بچیاں اور عورتیں ابھی تک تحریک جدید میں شامل نہیں لیکن ان کی حیثیت ایسی ہے کہ وہ شامل ہو سکتی ہیں ان پر تحریک جدید کی اہمیت واضح کر کے دفتر سوم میں شامل کیا جائے جس میں شامل ہونے کا کم از کم معیار دس روپیہ ہے۔

۳۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۳۴۴ ہش (۱۹۶۵ء) سے تحریکِ جدید کے دفترِ سوم کا اجراء فرمایا تا نئی نسل اپنے ماں باپ کا بوجھ اٹھائے۔ اور ان میں بھی قربانی کا وہی جذبہ پیدا ہو جو اُن کے والدین میں تھا۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

قادیان میں عید الاضحیہ کی مبارک تقریب بقیہ صفحہ اوّل

قرار پایا۔ حسب اعلان حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے ٹھیک نو بجے صبح مسنون طریق پر پہلے نماز عید کا دوگانہ ادا کیا۔ احباب بکثرت نماز میں شریک ہوتے۔ بعدہٗ حضرت موصوف نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل اور حضرت ہاجرہ علیہما السلام کی قربانیوں اور اُس وقت کے تسلیم و رضاء کے بے نظیر نمونہ کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوتے بتایا کہ ہم احمدیہ جماعت کے افراد بھی اس امر کا دعوےٰ رکھتے ہیں کہ ہم نے اس زمانہ کے ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے نئے سر سے اسی طرح کی قربانیاں کرنے اور دین کی خدمت کا عہد کیا ہے۔ آپ نے بتایا کہ جہاں انسان کی ذاتی نیکی آئندہ کے لئے پُرامن رُوحانی انقلاب کے لئے ضروری ہوتی ہے وہاں اولاد کی اعلیٰ تربیت اور ان کو روحانیت کے لئے ہر طرح تیار کرنا بھی قومی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے ازبس ضروری ہے۔ ایک پُرلطف مفصل تمہید کے بعد جو اس عید سعید کے مناسب حال تھی۔ آپ نے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا ایک پرانا خطبہ عید الاضحیہ فرمودہ ۳۱ جولائی ۱۹۵۵ء بمقام لنڈن پڑھ کر سنایا جس میں حضور رضی اللہ عنہ نے اس امر پر روشنی ڈالی کہ مکہ میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے توحید کا جو جھنڈا بلند کیا تھا وہ قیامت تک رہے گا۔ حضورؓ نے بائیبل اور قرآن کریم کے بیانات کا موازنہ فرماتے ہوئے بادلائل واضح فرمایا کہ قرآن کریم نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کی جو تفصیل بیان فرمائی ہے وہ بائیبل کی نسبت زیادہ معقول اور پُرحکمت ہے۔ حضور نے اس خطبہ میں فرمایا:—

”مکہ کو دنیا کے نقشہ سے الگ کر دو تو ساری دنیا میں توحید کا کوئی مرکز باقی نہیں رہتا۔ اور اسمٰعیل کی قربانی کو حذف کر دو تو خدا کے لئے زندگیاں وقف کرنے والا ولولہ پیدا کرنے کی کوئی صورت دُنیا میں باقی نہیں رہتی۔“ (الفضل ۳۱ $\frac{8}{55}$)

خطبہ کے بعد حضرت امیر صاحب نے تمام احباب سمیت اجتماعی دُعا کی اور بعدہٗ احباب نے ایکدوسرے کو عید مبارک کہا اور محترم صاحبزادہ صاحب اور حضرت امیر صاحب سے مصافحہ و معانقہ کے بعد یہ تقریب برخواست ہوئی۔

جانوروں کی قربانیاں اور گوشت کی تقسیم

عید کے تینوں روز مقامی احباب کی طرف سے کل ۲۱ جانور قربانی کے طور پر ذبح کئے گئے۔ جبکہ امیر مقامی کی ہدایت کے تحت لوکل انجمن احمدیہ کے زیر اہتمام بیرونجات کے احباب کی خواہش پر ان کی طرف ۵۰ جانوروں کی قربانیاں ذبح کی گئیں اور ان کا گوشت جملہ ساکنین احمدیہ محلہ قادیان میں مساوی طور پر تقسیم کیا گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں مقامی طور پر قربانی کے گوشت کی تقسیم کا طریق رائج فرمایا تھا اس کو ہر سال ہی تازہ کیا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب قربانی دینے والے احباب کی قربانی کو قبول فرمائے آمین ٭

دورہ انسپکٹر بیت المال

جماعت ہائے احمدیہ یوپی۔ بہار۔ بنگال کے عہدیداران کرام کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ مکرم مولوی جلال الدین صاحب انسپکٹر بیت المال مورخہ ۸ فروری کو وصولی چندہ جات اور پڑتال حسابات کے لئے روانہ ہو چکے ہیں۔ نظارت ہذا جملہ عہدیداران کرام سے وصولی چندہ جات کے سلسلہ میں تعاون کی درخواست کرتی ہے۔ انہیں جماعتوں سے بذریعہ رسید ...

مدرسہ احمدیہ میں نئے سال کا داخلہ اور احباب جماعت کا فرض

جماعت کی علمی و تبلیغی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدرسہ احمدیہ کا خود اجراء منظور فرمایا تھا۔ چنانچہ اس نہایت ہی مفید اور بابرکت درسگاہ کی افادیت احباب جماعت سے مخفی نہیں رہی ہے کہ اس مقدس درس گاہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ اب بفضلہ تعالیٰ بڑے بڑے رؤسا۔ گورنر اور سلاطین اس درس گاہ کے تربیت یافتہ مبلغین کے ساتھ بڑے فخر سے ملاقات کرتے ہیں۔ اب جماعت کی روز افزوں ترقی کے پیش نظر مبلغین کی ضرورت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ جسے پورا کرنے کے لئے احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے بچوں کو خدمت دین کے لئے وقف کرکے مدرسہ احمدیہ میں داخل کروائیں۔

پہلی جماعت کا داخلہ حسب دستور انشاء اللہ عنقریب شروع ہونے والا ہے۔ خواہشمند احباب ماہ امان (مارچ) ۱۳۴۹ ہش/۱۹۷۰ء تک فارم دفتر نظارت ہذا سے منگوا کر یکم شہادت (اپریل) تک مکمل کرکے دفتر ہذا کو واپس بھجوا دیں۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل امور ضرور ذہن نشین کر لئے جاویں۔

(۱) ــــ بچے کا ہائر سیکنڈری یا کم از کم مڈل پاس ہونا ضروری ہے۔

(۲) ــــ بچہ قرآن مجید ناظرہ اور اردو زبان روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔

نوٹ :ــــ حسب دستور سابق امسال بھی صدر انجمن احمدیہ نے مدرسہ احمدیہ کے لئے چار وظائف منظور فرمائے ہیں جو طلباء کی ذہنی۔ اخلاقی اور اقتصادی حالت کو مدنظر رکھ کر دئے جائیں گے۔

داخلہ حافظ کلاس

مدرسہ احمدیہ میں حافظ کلاس بھی باقاعدہ طور پر جاری ہے۔ اور اس کلاس میں بھی ذہین طلباء (جو قرآن مجید ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتے ہوں اور عمر بھی دس بارہ سال سے متجاوز نہ ہو) لئے جائیں گے۔ ہونہار اور مستحق طلباء کو وظیفہ بھی دیا جائے گا۔ اور اس کے لئے بھی یکم شہادت (اپریل) ۱۳۴۹ ہش/۱۹۷۰ء تک درخواستیں وصول کی جائیں گی۔

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

اخبار بدر کی ملکیت و دیگر تفصیلات کا بیان

بموجب پریس رجسٹریشن فارم نمبر ۴ قاعدہ نمبر ۸

۱۔ مقام اشاعت .... قادیان

۲۔ وقفہ اشاعت .... ہفتہ وار

۳۔ پرنٹر و پبلشر .... ملک صلاح الدین ایم۔ اے

۴۔ قومیت .... ہندوستانی

پتہ .... محلہ احمدیہ قادیان

۵۔ ایڈیٹر کا نام .... محمد حفیظ بقاپوری

قومیت .... ہندوستانی

پتہ .... محلہ احمدیہ قادیان

۶۔ اخبار کے مالک افراد یا ادارہ کا نام .... صدر انجمن احمدیہ قادیان

میں ملک صلاح الدین اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ تفصیلات جہاں تک میری اطلاعات اور علم ہے صحیح ہیں۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے

پبلشر اخبار بدر قادیان ۲۴ فروری ۱۹۷۰ء

دورہ مکرم ملک صلاح الدین صاحب وکیل المال تحریک جدید قادیان

مکرم ملک صلاح الدین صاحب وکیل المال تحریک جدید قادیان وصولی چندہ تحریک جدید کی غرض سے مورخہ ۲۳ ؍ ۲ کو قادیان سے روانہ ہوکر مندرجہ ذیل جماعتوں کا دورہ کریں گے :ــ

حیدر آباد۔ سکندر آباد۔ چنتہ کنٹہ۔ یادگیر بنگلور۔ شموگہ۔ موگرال۔ پینگاڈی۔ کالیکٹ اور مدراس۔

وہ اپنے پروگرام سے خود جماعتوں کو اطلاع دیں گے۔ اور کوشش کی جائیگی کہ دفتر وکالت مال کی طرف سے بھی بروقت جماعتوں کو اطلاع دی جاسکے۔ چونکہ تحریک جدید کے بجٹ کا مالی سال ماہ شہادت میں ختم ہو رہا ہے اسلئے احباب جلد از جلد اپنے ذمہ کا چندہ تحریک جدید ادا کرکے عنداللہ ماجور ہوں۔ جملہ عہدیداران اور احباب کرام سے درخواست ہے کہ وہ مکرم ملک صاحب موصوف سے پورا پورا تعاون فرماویں۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

یہ مت خیال فرمائیے!

کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پرزہ نہیں مل سکتا۔ اور یہ پرزہ نایاب ہوچکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ رابطہ پیدا کیجئے۔ کار اور ٹرک پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے ہمارے ہاں ہر قسم کے پرزہ جات دستیاب ہوسکتے ہیں۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ نمبر ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA—1

تار کا پتہ "AUTOCENTRE" فون نمبرز 23—1652 23—5222

اعلانِ معافی

مکرم ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب درویش قادیان کو جماعتی فیصلہ کی تعمیل نہ کرنے کی وجہ سے اخراج از جماعت و مقاطعہ کی سزا دی گئی تھی۔ اب انہوں نے اس فیصلہ کی تعمیل کر دی ہے۔ لہٰذا بمنظوری سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ یکم مارچ ۱۹۷۰ء سے ان کی اخراج از جماعت و مقاطعہ کی سزا ختم ہوجائیگی۔

ناظر امور عامہ قادیان

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں!

مختلف اقسام، دفاع۔ پولیس۔ ریلوے۔ فائر سروسز۔ ہیوی انجینئرنگ۔ کیمیکل انڈسٹریز۔ مائنز۔ ڈیریز۔ ویلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہوسکتی ہیں ـــ !!

گلوب ربڑ انڈسٹریز

★ــ آفس و فیکٹری : ۱۰۔ پربھو رام سرکار لین کلکتہ ۱۵ فون نمبر ۴۲ ۳۲ ــ ۲۴

★ــ شو روم : ۳۱/ب لوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۱ فون نمبر ۰۱ ۲۰ ۰ ــ ۳۴

★ــ تار کا پتہ : گلوب ایکسپورٹ "GLOBE EXPORT"